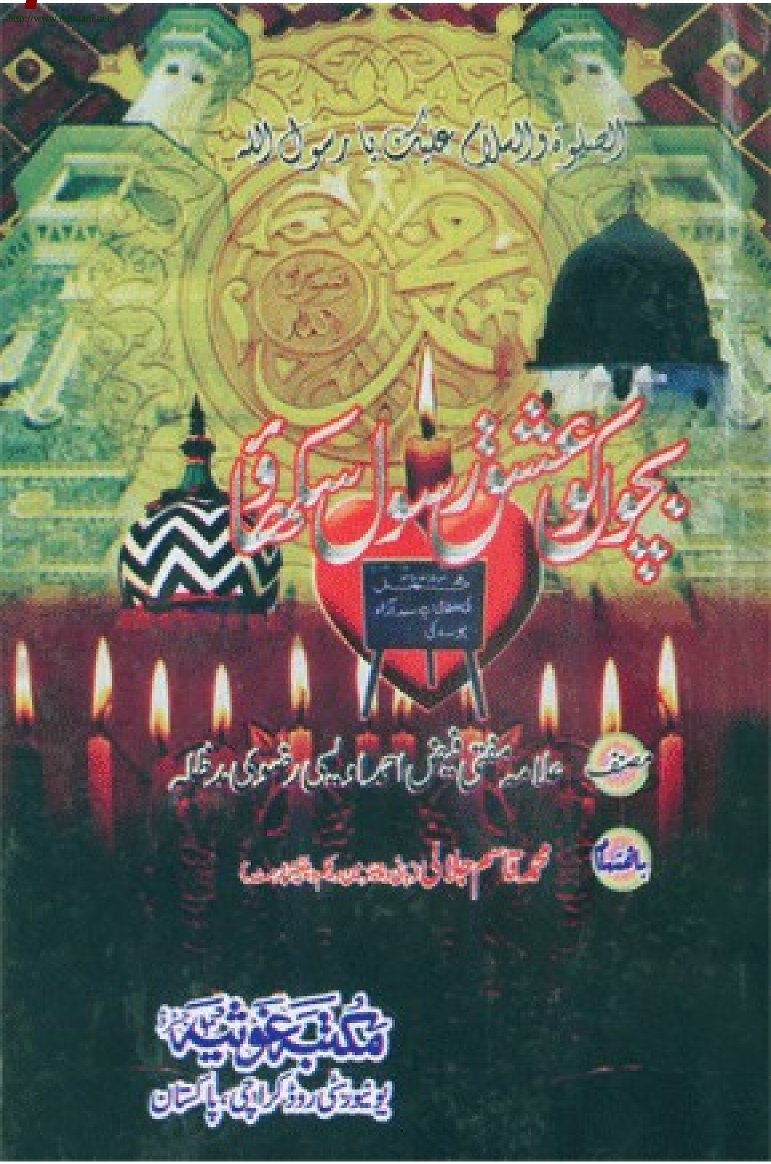

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
بچوں کو عشق رسول سکھاؤ
مکتبہ غوثیہ

پیش لفظ

مبسملا و محمّد للہ ربّ العالمین و مصلیاً و مسلّماً علی سیّد المرسلین

و علیٰ آلہٖ و الطیبین و اصحابہ الطاہرین

آخرت میں انسان کیلئے سب سے بہتر اور اعلیٰ سرمایہ نیک اولاد ہوگی اور صحیح حدیث میں ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال منقطع ہوجائیں گے سوائے چند امور کے، ان میں نیک اولاد بھی ہے (بچہ یا بچی) جو اس کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ اسی لئے سمجھدار انسان وہ ہے جو اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرتا ہے۔ اسی موضوع پر فقیر کا رسالہ نفع العباد فی تربیۃ الاولاد خوب ہے۔ اولاد کی اعلیٰ تربیت عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم ہے کیونکہ عشق جملہ اعمالِ صالحہ کا سرتاج اور ایمان و اسلام کا مغز ہے جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ الحق فی العشق میں عرض کردی ہے۔ فقیر ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ عشق نگر یعنی مدینہ طیبہ کا راہی ہوا تو خیال ہوا کہ اہلِ اسلام کیلئے بچوں اور بچیوں کی تربیت کا تحفہ تیار کر کے بارگاہِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نذر پیش کی جائے۔ خدا کرے فقیر کی اولاد و ذرّیات کیلئے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقدر ہو۔ چنانچہ اس رسالہ کا بابُ المدینہ (کراچی) سے آغاز ہوا تو عشق نگر یعنی مدینہ طیبہ میں جوہر المدینہ کمرہ نمبر ۴۱۱ میں اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین

و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان اور مدینہ پاک

۲۸ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ - 21 جنوری 2004ء بروز بدھ

مقدمه

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! حبِ رسول یعنی عشقِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہٗ کرام سے بواسطہٗ اولیاء عظام ہمیں وِراثت میں نصیب ہوا اگر اس وِرثہ کا بیج اپنی اولاد کو ان کے دِلوں میں اپنی زندگی میں بو کر جائیں گے تو یقیناً آپ کی اولاد کے دلوں میں عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہوگا پھر وہ خود بھی دُنیا و آخرت میں اعلیٰ مراتب پر فائز رہیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کیلئے بھی مشعلِ راہ بنیں گے۔ فقیر نے یہ مختصر رسالہ صرف اور صرف اہلِ اسلام کیلئے اسلئے تیار کیا ہے تاکہ وہ اپنی اولاد کو اس راہ پہ لگائیں کیونکہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کو اسی کا حکم فرما گئے ہیں کہ

ادبوا اولادکم علیٰ ثلاث خصال حب نبیکم و حب اھل بیتہ و قرأۃ القرآن

یعنی اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤ: (۱) حبِ رسول اور (۲) حبِ اہل بیت اور (۳) قرآن پڑھنا۔

مؤخر الذکر تو تقریباً بعض مسلمانوں نے اپنایا ہوا ہے۔ دو اوّل الذکر سے سستی و غفلت کا شکار ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں ان کی سخت تاکید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

قل ان کان اباء کم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ و اللّٰہ لا یھدی الفاسقین

اے حبیب فرمادیجئے اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں وخاوند، خاندان کمائے ہوئے مال، وہ کاروبار جن کے نقصان کا تم اندیشہ کرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات، تمہیں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسق قوم کو کامیاب نہیں فرماتا۔

اس آیت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جس قوم کے دِل میں ہر شے سے بڑھ کر یہ تین محبتیں: محبتِ الٰہی، محبتِ رسول اور محبتِ جہاد ہونگی دنیا و آخرت میں وہی کامیاب و سرخرو ہوگی۔ اور اگر دیگر اشیاء کی محبت غالب آگئی تو پھر ذِلّت و رُسوائی اس قوم کا مقدر بن جائیگی۔ اس لئے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو متعدد اِرشادات کے ذریعے اس محبت کا درس دیا۔ بلکہ خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی محبت بلکہ اپنے تمام پیارے لوگوں کی محبت کو آخرت کا سرمایہ مقرر فرمایا۔

چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں ہے:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہٖ و ولدہٖ و نفسہٖ والناس اجمعین (بخاری)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک میری ذات اس کیلئے
اپنے مال، اولاد، اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟ انہوں نے نہایت غور و فکر کے بعد عرض کیا:

لانت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم! احب الی من کل شئی الانفسی

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا والذی نفسی بیدہ حتی اکون احب الیک من نفسک

یعنی ہرگز نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے
جب تک میں تمہیں، تمہاری جان سے بھی محبوب نہ ہو جاؤں۔ (تم ایمان میں کامل نہیں ہوسکو گے)

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

الا ان احب الی من نفسی

یعنی اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہو گئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا!

الأن یا عمر (بخاری)

یعنی اے عمر اب تیرا ایمان کامل ہوا۔

فائدہ...... سب سے زیادہ محبت انسان کو اپنی ذات سے ہوتی ہے مگر مذکورہ فرمان میں واضح کر دیا کہ اگر کامل ایمان چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول عزّ وجلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی ذات سے بھی بڑھ کر محبت کرو۔

قاعدہ برائے محبت

اسلام نے یہ ضابطہ دیا ہے کہ جو شخص جس سے محبت کریگا اس کو اسکی رفاقت نصیب رہے گی۔ حضرت أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وما اعددت لها یعنی تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

عرض کیا:

ما اعددت لها من كثير صلوة ولا صوم ولا صدقة ولكن احب الله ورسوله

یعنی میں نے روزِ قیامت کیلئے اتنی زیادہ نمازوں، روزوں اور صدقات کے ساتھ تیاری نہیں کی لیکن اللہ اور اس کے رسول عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انت مع من احببت (بخاری) یعنی تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔

اس مبارک اور اہم ضابطہ پر صحابہ جس قدر خوش ہوئے اس کا بیان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں اسلام لانے کے بعد،

فما فرحنا بشي فرحنا بقول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انت مع من احببت

یعنی آج تک ہم کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے جتنا آج آپ کا یہ فرمان سن کر خوش ہوئے کہ محبت کرنے والے کو محبوب کی رفاقت نصیب رہے گی۔

پھر اس خوشی میں وہ جھوم اُٹھے اور کہنے لگے:

انا احب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ابا بكر و عمر

و ارجوان اكون بحبي اياهم و ان لم اعمل تمثل اعمالهم

یعنی اگرچہ میں نے ان پاکیزہ ہستیوں جیسے عمل نہیں کیے مگر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ محبت ضرور رکھتا ہوں اور پراُمید ہوں کہ اسی محبت کی وجہ سے مجھے ان کی رفاقت نصیب ہوگی۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے: علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے افتتاحیہ کلمات یہ ہیں:

علموا اولادکم ان النبی محمّدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صفوۃ المصطفین و اوّل النبیین و خاتم المرسلین

یعنی اولاد کو تعلیم دو کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ، پہلے اور آخری نبی ہیں۔

علموھم انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوۃ ابراھیم و بشارات موسیٰ و عیسیٰ
و امام النبیین علموھم ان اللہ اقسم بحیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دون احد
من الانبیاء و ان اللہ فضلہ فی الخطاب علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین

یعنی ان کو بتادو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی دعا اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کی بشارت ہے اور آپ سیّد الانبیاء ہیں۔ ان کو یہ بھی بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے صرف آپ کی زندگی کی قَسم اُٹھائی ہے اور آپ کو تمام مرسلین سے خطاب کے لحاظ سے فضیلت دی۔

اغرسوا فی قلوبھم محبتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و محبتہ آل بیتہ الطاھرین الطیبین
و ذکروھم بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احبنی فقد احب اللہ و من اطاعنی فقد اطاع اللہ

یعنی ان کے دلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، آپ کی آل کی محبت کا پودا کاشت کرو اور انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد دِلاتے رہو، جس نے میرے ساتھ محبت کی اس نے اللہ عزّ وجل سے محبت کی اور جس نے میری اِطاعت کی اس نے اللہ عزّ وجل کی اطاعت کی۔

اور کتاب کا آغاز یوں فرماتے ہیں:

☆ اپنی اولاد کو سکھاؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام منتخب شخصیات میں سے برگزیدہ ہیں۔ تمام نبیوں میں سے پہلے نبی اور تمام رسولوں میں سے آخری رسول ہیں۔

☆ انہیں سکھاؤ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلانِ نبوت سے پہلے الصادق الامین تھے اور اس کے بعد ایک ایسی رحمت ہیں جو سارے جہانوں کو بطورِ ہدیہ عطا کی گئی ہے۔

☆ انہیں بتاؤ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کی خوشخبری اور تمام انبیاء کے امام ہیں۔

☆ انہیں سکھایئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسالت پر ایمان لانے والی وہ سب سے بہتر شخصیت ہیں جس نے امانت ادا کرنے کا حق ادا کر دیا، اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

☆ انہیں سکھایئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنین کی جانوں کی نسبت بھی ان سے زیادہ قرب رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ نبی ہیں کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام سے عہد لیا۔

☆ انہیں اس سے روشناس کرایئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے انسان ہیں جن کی طرف وحی آئی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اس شخص کیلئے کامل نمونہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والا ہو۔

☆ انہیں سکھایئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم یاد فرمائی ہے۔ حالانکہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی۔ نیز خطاب کے لحاظ سے آپ کو تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت بخشی ہے۔ (یعنی باقی انبیاء کا نام لے کر انہیں پکارا مگر آپ کو یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول جیسے خطابات سے نوازا۔)

☆ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور آپکے طیب و طاہر اہل بیت کی محبت کا بیج بو دو اور ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک یاد کراؤ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے فی الحقیقت اللہ کی اِطاعت کی۔

محبت کے اسباب

☆ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات اپنے پیارے بچوں کو سنائیں بلکہ بعض باتیں انہیں یاد کرائی جائیں۔

☆ سب سے پہلے انہیں اس کی یقین دہانی کرائی جائے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے کہ اس کی ابتداء نہ انتہاء اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق میں اوّل و افضل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق کا اِرادہ فرمایا تو سب سے پہلے ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے جملہ مخلوق کو۔ اس بارے میں وہ روایات و احادیث بتائی جائیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّل الخلق کے متعلق مروی ہیں۔

مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

انہ کان نور ابین یدی اللّٰہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذلك النور و تسبح الملائکہ تسبیحہ

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں بحیثیت نور ہونے کے موجود تھے اور وہ نور اللہ کی تسبیح کرتا تھا اور اس کی تسبیح کے ساتھ فرِشتے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔

☆ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کی پشت میں رکھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آدم علیہ السلام کی پشت میں زمین پر اُتارا، اس کے بعد مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں بعد ازاں ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں، وہ نور پاک پشتوں سے پاک شکموں میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر سے عالم دنیا میں ظہور پذیر ہوئے۔

☆ اپنی اولاد کو یہ بتایا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر کے بعد نبی نہیں بنے بلکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب سیّدنا آدم علیہ السلام ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

☆ بچوں کو راسخ کرایا جائے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ عالمین کی رَحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و ما ارسلنك الا رحمة اللعالمین — ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔

اور یہ حقیقی معنی کے اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالمین کے ذرّہ ذرّہ کیلئے مجسم رحمت ہیں یہاں تک کہ انبیاء و ملائکہ کرام علیہم السلام کیلئے بھی بلکہ کہہ دو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود رحمت کیلئے بھی رحمت ہیں۔

رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت کے واقعات

﴿ بچوں کو یہ واقعات زبانی یاد ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے رحیم و کریم ہیں۔ ﴾

(۱) ایک بدوی نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کچھ مانگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا دامنِ مراد بھردیا۔ پھر اس سے پوچھا کہ میں نے تیرے ساتھ اچھا معاملہ کیا ہے یا نہیں؟ عرض کی، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اچھا معاملہ نہیں کیا۔ اس وقت جو صحابہ موجود تھے اس کی بات کو سن کر غصہ میں آگئے بلکہ بدوی کی طرف بڑھے تا کہ اسے اس گستاخی کی سزا دیں مگر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب کو اس کو اذیت دینے سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُٹھے، اپنے کاشانۂ مبارک میں داخل ہوئے۔ بدو کو بلا بھیجا اور پہلے کی نسبت اسے زیادہ مال عطا کیا۔ پھر اس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے؟ بولا ہاں، بے شک۔ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے اہل وعیال اور خاندان والوں کی طرف سے اچھا بدلہ دے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا تو نے جو کہا سو کہا ہے مگر میرے صحابہ کے دلوں میں اس بارے میں خلش پائی جاتی ہے اگر تو چاہے تو ان کے سامنے بھی وہی کچھ کہہ دے جو میرے سامنے اب کہہ رہا ہے تا کہ تیرے خلاف جو ان کے دلوں میں ہے اس کا اِزالہ ہوجائے۔ بدو نے عرض کیا، سرکار! میں ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جب دوسرے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا، اس بدو نے جو کہا سو کہا مگر ہم نے اسے زیادہ مال دیا ہے۔ اب وہ راضی ہو چکا ہے۔ چنانچہ بدو نے وہی کلمات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے دُہرادیئے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کہے تھے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اور اس آدمی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کی ایک اونٹنی ہو اور وہ اس سے بھاگ گئی ہو۔ لوگوں نے اس کو پکڑنے کیلئے اس کا پیچھا کیا مگر اس سے وہ اور بدک گئی۔ اس منظر کو دیکھ کر اونٹنی کے مالک نے کہا، لوگوں مجھے اور میری اونٹنی کو چھوڑ دو میں تمہاری بہ نسبت اس سے زیادہ نرمی کرنے والا ہوں اور اس کو زیادہ جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اونچی جگہ سے اسے پکڑنے اور اپنی طرف لوٹانے کی کوشش کی۔ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ اونٹنی اس کے پاس آگئی، اس نے اسے بٹھالیا اور کجاوا کس کر سوار ہوگیا۔ فرمایا اگر میں تمہیں اجازت دے دیتا کہ جو کچھ اس نے مجھ سے کیا ہے اس بناء پر تم اسے قتل کردیتے تو وہ جہنم میں چلا جاتا۔ (السیرۃ، ج۱، ص۷۲)

(۲) ایک لڑکی کا واقعہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں ملی کہ وہ رو رہی تھی۔ رونے کا سبب یہ تھا کہ اس کے مالک نے اسے آٹا خریدنے کیلئے جو پیسے دیئے تھے وہ انہیں گم کر بیٹھی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آٹا خریدنے کیلئے پیسے بھی دیئے اور اس کیساتھ اس کے مالک کے پاس گئے اور بڑی نرمی اور مہربانی کیساتھ اس سے گفتگو فرمائی جس سے متاثر ہو کر اس نے لڑکی سے نرم رویہ اختیار کیا اور اسے معاف کر دیا۔

اسی قبیل سے چھوٹوں کے ساتھ آپ کا طرزِ عمل اور ان پر رحمت و شفقت کے واقعات ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ کیسے آپ کے نواسوں میں سے ایک نواسا جلدی سے آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتا ہے جب کہ آپ سجدہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ آپ اپنے سجدہ کو لمبا کر لیتے ہیں مگر ان کو پریشان نہیں کرتے۔ اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہوتی تھی جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور کسی بچے کے رونے کی آواز آپ کے کانوں میں آتی تو آپ اپنی نماز کو مختصر کرتے ہوئے اس آواز کی طرف چل پڑتے تھے تا کہ اس بچے کے پاس بھی کوئی نہ کوئی ضرور ہونا چاہئے جو اس کے رونے کے عالم میں اس پر رحم کرنے والا ہو۔

(۳) ایک دفعہ ایک شخص یہ کہتا ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں مگر اس کی طاقت نہیں ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تیرے والِدَین میں سے کوئی زِندہ ہے؟ عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قابل اللّٰہ فی برھما فاذا فعلت ذلك فانت حاج و معتمر و مجاھد وفی روایۃ اخری قال: ففیھما فجاھد یعنی تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر اس حال میں کہ تو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا ہو پس اگر تو ایسا کرے گا تو گویا تو حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا ہوگا۔

فائدہ...... دوسری رِوایت میں ہے ان دونوں میں ہی جہاد کر یعنی ان کی خدمت کر۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت بڑھتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ حیوانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک حیوان بھی مہربانی اور شفقت کے مستحق ہیں بلکہ اس لحاظ سے تو وہ رحمت و شفقت کے بہت زِیادہ محتاج ہیں کہ وہ نہ تو شکایت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے دُکھ درد کا اِظہار ہوتا ہے۔

(٤) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ موجود تھا جونہی اس نے آپ کو دیکھا تو بڑی دردبھری آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔ اس کی گدی پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو بلاکر فرمایا تو اس جانور کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے تیری ملکیت میں دیا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے تو اسے بھوکا رکھتا ہے مگر ہمیشہ کام میں لگائے رکھتا ہے۔

یہ سارے واقعات اگر ہمارے بچوں کے حافظہ میں محفوظ ہوجائیں تو یقیناً ان کے دِلوں میں رحمت ومحبت کے جذبات پیدا کرینگے اوران کا شماران رحم کرنے والوں میں سے ہوگا جن پر رحمٰن عزّ وجل رَحم کرتا ہےاورایسے ہی انکے دلوں میں نبیِّ رُحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت بھی اُجاگر کردیں گےاوروہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کریں گےاورآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائل، خوبیوں اور کمالات سے واقفیت ہی ہماری اولاد میں محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اِضافے کا باعث بنے گی اوراس طرح ہمارے بچے سیرت طیبہ کومضبوطی سے تھام لیں گے۔

(٥) فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے والے لوگوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت سے کانپنے لگ گیااوراپنی جگہ سمٹ گیا۔ وہ اپنی جگہ سے نہ آگے ہوتااورنہ پیچھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، کیوں گھبراتے ہو۔ میں قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جومکہ میں گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھایا کرتی تھیں۔

فائدہ...... یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضع اِنکسار کےطور پر فرمایا۔

(٦) ایک دن ایک بداخلاق اور بدمزاج آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس سے پہلے کبھی نہیں ملا تھامگرآپ کا سناضرورتھااوریہ بھی سنا تھا کہ آپ قریش کے معبودوں کو برا کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی تلواراُٹھائی اور قسم کھائی کہ آج وہ ضرور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا حساب چکادے گا۔ وہ جب پہنچا تو بڑے غصّے اورانتقامی انداز میں بات شروع کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے سکون وخاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتے رہے اور مسکراتے رہے۔ یہ بھی رِوایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ بس چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اس کا رویہ بدل گیا اور دِل ہی دل میں وہ بہت شرمسار ہوااوررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور قدموں پر گر پڑااورمعذرت کرتے ہوئے انہیں بوسے دینے لگ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بخدا جب میں آپ کی طرف آیا تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ میرا کوئی دشمن نہیں تھااوراب آپکے ہاں سے جارہاہوں تو روئے زمین پرآپ سے زیادہ میرا کوئی محبوب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پروقاراور پرسکون انداز میں ملاقات، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رواداری اورصبر نے اس شخص کے غیظ وغضب اورناراضگی میں اِنقلاب برپا کردیااوراس کوانتہائی غصہ سے انتہائی محبت تک پہنچادیا۔

(۷) قریش کے بڑے بڑے جابر اور سرکش سرداروں کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس طرح کے واقعات پیش آئے اور یہ کافی ہے کہ ہم اپنی اولاد سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وہ طرزِ عمل بیان کریں جو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ اختیار کیا، جنہوں نے مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیاں کی، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازشیں کیں، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ وہ بُری کارستانیاں کیں کہ جن کے ذِکر سے جسم لرزہ براندام ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ان میں سے ہر ایک کو یہی توقع اور یہی ڈر تھا کہ فتح مکہ (فتح مبین) کے دن آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان سے بدترین انتقام لینگے۔ مگر اس کے برعکس آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان کیساتھ ایسا کوئی معاملہ نہ کیا۔ صحن کعبہ میں خطبہ کے بعد آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، بتاؤ تمہاری کیا رائے اور تمہارا کیا اندازہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ ان سب کے منہ سے بیک آواز یہ کلمات نکلے، بھلائی، کیونکہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم معزز بھائی ہیں اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے اس کے جواب میں فرمایا، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس حسنِ سلوک کا یہ اثر ہوا کہ ان کی اکثریت مشرف بہ اسلام ہوگئی۔

عکرمہ اور صفوان کا مسلمان ہونا

صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل ان دونوں نے **خندمہ** میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برسرِ پیکار ہونے کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مقابلہ کرنے کیلئے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا۔ انہوں نے بری طرح سے ہزیمت اُٹھائی اور بھاگ جانے کا اِرادہ کیا۔ مگر عکرمہ کی بیوی جو اسلام لا چکی تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کیلئے امان طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کی درخواست منظور کرتے ہوئے اسے پروانہ امان عطا کردیا۔ صفوان بھاگ کر جدہ چلا گیا۔ عمیر بن وہب نے عرض کی، اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے اور وہ سمندر میں کود پڑنے کیلئے بھاگ نکلا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ امن میں ہے۔ عمیر نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کوئی نشانی عطا فرمایئے جسے دیکھ کر اسے اپنے مامون و محفوظ ہونے کا یقین دِلا سکوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو وہ عمامہ عطا کردیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سر مبارک پر سجایا ہوا تھا۔

عمامہ مبارک لے کر عمیر جدہ روانہ ہوگئے۔ وہاں صفوان کو جالیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو سمندر کود جانے کا اِرادہ کررہے تھے۔ مگر عمیر نے ان کی جان بچالی اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ مبارک کے زیرِ سایہ عمیر کے ہمراہ مکے واپس آئے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے بھی ان سے مزاحمت نہ کی۔ صفوان نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو ماہ کی مہلت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو چار ماہ کی مہلت دے دی مگر اس مدت معینہ کے ختم ہونے سے پہلے وہ مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ صحابہ کرام، عکرمہ کو ابوجہل کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ لوگ ان کے جذبات کے احترام کے طور پر اور ان کے اسلام کے پیش نظر ان کے باپ کی خلاف اسلام کارگزاریوں کا ذِکر کرنے سے گریز کریں۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کی عجیب کہانی فقیر کی تصنیف شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھیے۔

یہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خلق عظیم، اپنی اعلیٰ وارفع انکساری، نرمی، مہربانی، اپنی عزت اور اپنی اُمت کیلئے محبت کے لباس میں، وہ محبت جس نے دِلوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی محبت کے ساتھ بھر دیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمنوں کو بھی آپ کے اِخلاص پر مر مٹنے اور اسلام کی راہ میں اپنی جان، اولاد اور مال کی قربانی دینے پر آمادہ کیا تھا۔

یہ سارا کچھ اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ اس معطر اور پاکیزہ سیرت کیلئے اوقات مقرر کرو، جن میں ہم اس سیرت والے کا ذِکر کرکے سعادت مندی سے ہمکنار ہوں اور اپنے بلند وارفع مفاخر کے احساس وشعور کو تازہ کریں۔ وہ مفاخر ومناقب جو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے زیادہ وتابندہ ہیں اور سارے جہانوں کیلئے منارۂ نور اور ذریعہ رشتہ وہدایت ہیں اور رہیں گے۔

اللہ عزّ وجل ہمارے دلوں میں ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو راسخ بنادے۔

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر کا تجربہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات ذہن نشین ہوں بالخصوص بچوں کے ذہنوں میں ذکر خصائص راسخ ہو تو وہ بدمذہبی کی وباء سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ فقیر کی اس موضوع پر تین تصنیفیں ہیں: (۱) یکصد خصائص مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) خصائص مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (صغریٰ) (۳) شرح خصائص کبریٰ۔

چند خصائص یہاں عرض کردوں یہی اپنے بچوں کو زبانی یاد کرادیں۔

01 حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو اس طرح بلند کیا ہے کہ کوئی بھی خطیب، کوئی شہادت دینے والا ایسا نہیں مگر وہ اس کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ کا وِرد کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کون سی عزت افزائی اور تعظیمِ رسول ہے؟

02 حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **شفاء** میں فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انعاماتِ خداوندی میں سے جو کچھ ذِکر کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے نام لے کر یوں پکارا...... یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا داوٗد، یا عیسیٰ، یا ذکریا، یا یحییٰ...... مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درج ذیل خطابات سے نوازا یا ایھا النبی ، یا ایھا الرسول ، یا ایھا المزمل ، یا ایھا المدثر۔

03 عظیم محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق سے بڑھ کر معزز و مکرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

لعمرک (پ۱۴، الحجر:۷۲) و معناہ و بقائك یا محمد و قیل و عیشك و قیل و حیاتك

اے محبوب تیری عمر کی قسم، یعنی اے محمد تیری بقاء کی قسم بعض نے کہا کہ تیرے زندگی بسر کرنے اور تیری حیات کی قسم۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

ما خلق اللہ تبارك و تعالیٰ و ما ذراً و مابراً نفسا اکرم علیه من سیّدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم اور عزت والا کسی جان کو پیدا نہیں فرمایا۔

04﴾ اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لینا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ء اقررتم و اخذتم علی ذلک اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشٰھدین فمن تولیٰ بعد ذلک فاولٰئک ھم الفاسقون

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، کیا تم نے اِقرار کیا اور اس میں میرا بھاری ذِمہ لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، تو اس کے بعد جو اس عہد سے منہ پھیرے گا تو وہی بے حکم لوگ ہیں۔

فائدہ ...... حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔

(۱) ایک ماہ کے فاصلے سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔

(۲) ساری روئے زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی۔

(۳) میرے اُمتی پر جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے تو وہیں نماز ادا کرے۔

(٤) میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں تھیں۔

(٥) ہر نبی کسی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانیت کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور مجھے حق شفاعت عطا کیا گیا ہے۔ (اس حدیث پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ شرح الکرمانی علی صحیح البخاری، ج ۳ ص ۹۷)

05 بعض راویوں نے ذِکر کیا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں، نبوت ورسالت مجھ پر ختم کردی گئی ہے اور میں تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہوں۔

قرآن حکیم میں ہے:

ما کان محمد ابا احمد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شئی علیما

حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

06 محدثین نے بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت تمام اُمتوں سے بہتر بنائی گئی جو لوگوں کیلئے بھیجی گئی ہے۔

07 حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسیٰ (طبقات ابن سعد)

یعنی میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی خوشخبری ہوں۔

قرآن حکیم میں ہے:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتك و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم

انك انت العزیز الحکیم (البقرۃ:۱۲۹)

اے ہمارے پروردگار اور بھیج ان میں ایک رسول جو انہیں میں سے ہو کہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے

اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تشریح اس روایت سے ہوتی ہے جس کو ابن جریر نے حضرت ابوالعالیۃ سے روایت کیا ہے:

قیل لہ قد استجب لك و ھو کائن آخر الزمان

یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی تو ان سے فرمایا گیا تمہاری دعا قبول ہوئی

اور وہ آخری زمانے میں تشریف لائیں گے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کی ابتداء کیسے ہوئی، تو فرمایا، میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی بشارت۔ (طبقات ابن سعد، ج ا ص ۹۶)

ابن سعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم ہوا کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شام سے کسی اور طرف لے جائیں، تو آپ کو براق پر سوار کیا گیا، آپ علیہ السلام جب بھی کسی خوبصورت، نرم اور ہمراہ زمین سے گزرتے تو فرماتے اے جبرائیل علیہ السلام! کیا میں اُتروں تو جبرائیل جواب دیتے نہیں۔ حتیٰ کہ آپ مکہ پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

انزل هنا يا ابراهيم قال حيث لا ضرع ولا زرع قال نعم هنا يخرج النبى الذى من ذرية ابنك الذى تتم به الكلمة العلياء (طبقات ابن سعد، ج۱،ص ۱۰۷)

یعنی اے ابراہیم علیہ السلام یہاں اُتریئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، ایسی جگہ جہاں نہ کوئی مویشی ہے، نہ کھیتی۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، یہاں سے ہی وہ نبی ظاہر ہوں گے جو آپ کے بیٹے کی اولاد سے ہیں انہی کے ذریعے سے دین اسلام کی تکمیل ہوگی۔

فائدہ...... محمد بن کعب القرظی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر نکلیں تو ایک ملنے والا ان سے ملا اور اس نے کہا اے ہاجرہ! تیرا یہ بیٹا بہت سے قبائل کا باپ ہوگا اور اس کی قوم اور نسل سے حرم کے رہنے والے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں گے۔

08 بچوں کو بتانا چاہئے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیوں کے امام بنے، معراج کی شب آپ کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر اور وہاں بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کروانے کا سارا واقعہ بیان کیا جائے۔

09 اس حقیقت سے بھی آگاہ ہونا چاہئے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ بہترین ہستی ہیں جنہوں نے ایمان و امانت کا حق ادا کردیا۔ اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلسل جہاد کیا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصالِ ظاہری فرمایا۔ یہ کیسے ہوا؟ انہیں یہ بتایئے وہ تمہاری طرف پوری توجہ دینگے۔ تم ان سے عظیم اور رفیع القدر رسول اور عظیم الشان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلند پایہ جدوجہد کا واقعہ بیان کرو اور ان کو یہ سارے جلیل القدر واقعات سننے کا موقع فراہم کرو۔

10 بچے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان مشکلات اور تکالیف سے آگاہ ہوں گے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس وقت پیش آئیں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعوت کو ایک ایسی قوم میں پھیلا رہے تھے جن کے دلوں کو جہالت نے زنگ آلود کردیا تھا۔ بت پرستی ان کی عقلوں پر غالب آچکی تھی۔ جس کی بناء پر وہ بصیرت و بصارت دونوں سے محروم ہوچکے تھے۔ انہیں بتایئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز کلمہ پاک اور اچھے وعظ کے ساتھ فرمایا اور بڑے احسن طریقے سے اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کیا۔

11﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مختصری سیرت سنائیے مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو سخت گیر تھے، نہ سنگدل اور نہ ہی سرکش و متکبر بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو مہربانی، نرمی، بردباری، صبر، تواضع، خودداری اور مردانگی کے اوصاف پائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو سیدھے راستے پر لگانے کیلئے تمام ممکنہ وسائل استعمال کیے۔ تلوار صرف اس وقت اُٹھائی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو مبتلائے عذاب کیا گیا اور قریش کے بڑے بڑے سرداروں اور مشرکین کے ہاتھوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ جنہوں نے ان کے مالوں کو لوٹا تھا، ان کے جسموں کو مبتلائے عذاب کیا تھا، عزتوں کو حلال ٹھہرایا تھا، عورتوں اور بچوں کو قتل کیا تھا اور آخر کار انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے اور اپنے اہل وعیال اور اپنے وطنوں کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بعدازاں مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنگ کرنے کی اجازت دی۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر

پروانگی عطا ہوئی انہیں جس سے کافر لڑتے ہیں اس بناء پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔

جنگ کی یہ اجازت اس کے بعد ملی جب کہ قریش اپنی گمراہی میں حد درجہ کو پہنچ گئے اور اپنی مسلمان اور اسلام دشمنی اور کفر میں بہت دُور چلے گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دین کو مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف مہاجر فی سبیل اللہ کی حیثیت سے نکلے۔ یہ وہ شہر ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود کی برکت سے مدینۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہلانے لگا۔ وہاں جب گمراہ یہودیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دھوکا کیا اور اپنے عہدوں میں خیانت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بت پرستی کے قلعوں کو مسمار کر دیا، تلوار کے ساتھ ان کی سرزنش کی اور مدینہ منورہ کو ان سے پاک کر دیا۔ بعدازاں وہاں ایک عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی اور اسے ساری روئے زمین پر دین حق کو پھیلانے کا مرکز بنایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اسلام کی اشاعت کیلئے زندگی کے آخری لمحے تک جہاد فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کا وقت آیا تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلادِ رُوم کی طرف بھیجے جانے والے لشکرِ اُسامہ کو تیار فرما رہے تھے۔

12 اولاد کیلئے اس حقیقت سے بھی آگاہی ضروری ہے کہ نبی کریم، رؤف رّحیم، تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم

یہ نبی مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔

اور ہمارے بچوں کیلئے مذکورہ بالا آیات کے معانی کا جاننا بہت ضروری ہے اور انہیں پوری وضاحت کے ساتھ بتایئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسانیت کی بھلائی کیلئے کس قدر حریص تھے اور انہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچانے اور ان کی خیر خواہی کیلئے کتنی قربانی دینے والے تھے انہیں یہ حدیث پڑھ کر سنایئے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم کیساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک طرزِ عمل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا، میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جگنوؤں اور پتنگوں نے اس میں گرنا شروع کر دیا ہو اور وہ انہیں آگ سے دُور کر رہا ہو اور میں تمہیں آگ سے بچانے کیلئے تمہارے کمر بند پکڑے ہوئے ہوں درآنحالیکہ تم میرے ہاتھوں سے نکل کر اس میں گرنے کی کوشش کرتے ہو۔ ان کے سامنے وہ تصویر پیش کیجئے جو اس کی مکمل ترجمانی کرتی ہو تا کہ ہماری نئی نسل کے بچوں اور بچیوں کے ذِہنوں میں گھر کر جائے۔ بیشک یہ ان کیلئے حفاظت و نَجات کا ذَریعہ ہے۔ ان میں سے اگر کوئی فساد کے گڑھے کے قریب پہنچ جائے یا ایسے گناہ کا اِرادہ کرے جس پر عذابِ خداوندی کا سزاوار ٹھہرے تو یہ تصویر کشی ان کیلئے مضبوط قلعے کا کام دے گی۔

13 اپنے بچوں کے دلوں میں آقائے دو جہاں، رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپکے اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کا بیج بویئے اور انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک پڑھ کر سنایئے:۔

من احبنی فقد احب اللّٰہ و من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ

یعنی جس نے مجھ سے محبت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کی

اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کی۔

14 انہیں اس طرف متوجہ کیجئے کہ آج جس پاکیزہ عقیدہ اور شریعت کاملہ عادلہ سے انسانیت مستفید ہو رہی ہے اس میں انسان کی امن و سلامتی کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا باعث ہے اور نیز اسکا سہرا حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر ہے۔

فقیر اویسی غفرلہٗ کا مشورہ

اپنی پیاری بچیوں اور بچوں کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ خصوصیات زبانی یاد کرا دیں اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ آگے چل کر کسی بھی بدمذہب کی بدمذہبی کا ان پر اثر نہ ہوگا۔ (اِن شاءَ اللہ تعالیٰ)

مکمل رسالہ نہ سہی چند چیدہ چیدہ خصوصیات بچوں، بچیوں کو معلوم ہونا ضروری ہیں جیسے مثلاً.......

چند خصائلِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق (پیدا ہونے تخلیق میں خلقت) میں تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے اوّل ہیں۔

☆ سب سے پہلے نبی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنے ابھی آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

☆ آدم علیہ السلام اور ساری مخلوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے پیدا کی گئی۔

☆ علویات کے ذرّہ ذرّہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لکھا گیا۔

☆ ہر وقت فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذِکر کرتے ہیں۔

☆ اذان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے وعدہ لیا کہ جب میرا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُنیا میں ظاہر ہو تو ان پر ایمان لانا اور ان کی (ان کے دین کی) مدد کرنا۔

☆ پہلی آسمانی کتابوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب اور خلفاء اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کی تعریف کی گئی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف (وِلادت) کے بعد شیطان آسمانوں سے روک دیا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہزار نام ہیں۔ بعض کے نزدیک ان سے بھی زائد۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام **محمد** ، **احمد** اللہ تعالیٰ کے نام **محمود** سے بنایا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کسی کا نام احمد نہیں تھا۔

☆ سفر میں فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سایہ کرتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل شریف تمام عقلمندوں کی عقلوں سے زیادہ ہے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والِدَین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوگوں (کے حملہ) سے محفوظ رکھا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شبِ معراج اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر لے گیا، جہاں کوئی فرشتہ اور رسول نہ پہنچ سکا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شبِ معراج تمام انبیاء کرام اور فرشتوں کا امام بنایا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنت، دوزخ، آیاتِ کبریٰ دکھائی گئیں۔

☆ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرتے تھے۔

☆ فرشتے ادب کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات قیامت تک جاری رہیں گے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے زیادہ معجزات دیئے گئے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کو چیر کر دو ٹکڑے فرمایا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پتھر (بھی) سلام پڑھتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں کھجور کا خشک تنا رویا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُنگلیاں مبارکہ سے چشمے جاری ہوئے۔

☆ درختوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلانے اور پیغام پر درخت چل کر آتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوق کیلئے رسول بن کر تشریف لائے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات، عمر، رسالت، چہرہ، زُلف، قول، قدموں کی خاک، شہر، والد اور زمان کی قسم یاد فرمائی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو جواب دیا پہلے انبیاء خود جواب دیتے تھے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام سے ملایا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت لازم قرار دی۔

☆ قرآن مجید میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ہر عضو کا ذِکر کیا گیا۔

☆ اللہ تعالیٰ پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ذاتی نام سے پکارتا رہا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذاتی نام سے نہ پکارا بلکہ القاب سے پکارا۔ (جیسا کہ پہلے ذِکر ہو چکا ہے)

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر بھی اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا کہ محبوب کو ذاتی نام سے نہ پکارو بلکہ ادب و احترام والقاب سے پکارو، جیسے **یا نبی** ، **یارسول اللہ** کہو۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت اور خلعت کے جامع ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام و رویت کے جامع ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مافوق العرش کلام کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہر و باطن کے جامع و حاکم ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رُعب ایک ماہ کی مسافت آگے پیچھے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابلق گھوڑے پر دنیا کی ہر چیز کی کنجی دی گئی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا۔ روح کا بھی اور ان پانچ چیزوں کا بھی جن کا ذکر اس آیت میں ہے:

ان اللہ عندہ علم الساعۃ ...... الخ

(۱) قیامت (۲) بارش (۳) مافی الارحام (ماں کے پیٹ میں کیا ہے) (٤) کل کیا ہوگا (٥) کون کہاں مرے گا۔

☆ صِرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اسرافیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کسی پر نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذِکر کو بلند کیا تو جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ کلمہ، اذان، تکبیر، خطبہ (جمعہ، عیدین، نکاح)، التحیات، دعا ہر جگہ ان کا ذکر ہو رہا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری اُمت کو دیکھا۔

☆ صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا گیا۔

☆ جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سارے کا سارا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش ہو چکا ہے ساری مخلوق اور مخلوق کا ہر ذرّہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کیا گیا یعنی علم کلی دیا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولادِ آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔

☆ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم و معظم ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چار وزیر دیئے گئے:

حضرت جبرئیل ، حضرت میکائیل (علیہم السلام)

حضرت صدیق اکبر ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج اور بنات (بیٹیاں) تمام عالمین کی عورتوں سے افضل ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب انبیاء اور رُسل کے علاوہ تمام سے افضل ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد انبیاء کی تعداد کے برابر ہے۔

☆ آپ کا شہر (مدینہ منورہ) بھی حرم ہے۔

☆ مدینہ منورہ کی زمین عذاب سے مامون ومحفوظ رہے گی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کی غبار شفاء ہے۔

☆ قبر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔

☆ ملک الموت نے روح قبض کرنے کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اور کسی سے نہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری وِصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے نکاح حرام ہے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار کا حصّہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔

☆ صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم اللہ عزّ وجل کو دے سکتے ہیں اور کسی کی نہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کے علماء باعمل وعرفاء، انبیاء بنی اسرائیل کا مظہر ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کا عالم باعمل قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں۔

☆ قیامت کے میدان میں جمع ہونے کیلئے سب سے پہلے مزار مبارک سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں گے۔

☆ ستّر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گے۔

☆ براق پر سوار ہوں گے۔

☆ موقفِ آخرت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کا اعلان ہوگا۔

☆ قیامت میں اعلیٰ بہشتی لباس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہنے ہوں گے۔

☆ عرش کی داہنی طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامِ محمود پر ہوں گے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر حضرات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام کے امام ہوں گے۔

☆ پہلے اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھیں گے۔

☆ اوّل شافع، پہلے سفارش کرنے والے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں گے۔

☆ اوّل مشفع، پہلے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت قبول ہوگی۔

☆ ہر ایک نفسی نفسی کرے گا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُمتی اُمتی کریں گے اوروں کو چھڑانے کی فکر ہوگی۔

☆ میدانِ قضا میں شفاعتِ عظمٰی (یا اللہ جلدی حساب کر تا کہ یہ مخلوق پریشانی سے جلدی نَجات پائے) کا سہرا صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر ہوگا۔

☆ بہتوں کو بلاحساب جنت میں داخل کرائیں گے۔

☆ بہت سے مستحقین دوزخ کو دوزخ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

☆ بہت سے اہل جنت کو جنت میں درجات بلند کرنے کی سفارش کریں گے۔

☆ اپنی اُمت کے ہر دوزخی فرد کو دوزخ سے نکالیں گے شفاعت کر کے۔ پھر دوزخ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کا کوئی فرد نہ ہوگا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے منوالیا کہ میرے اہل بیت کا کوئی فرد دوزخ میں نہ جائے۔

☆ پہلے پل صراط سے گزر کر جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائیں گے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اور چہرے کے ہر بال میں نور ہوگا بخلاف دیگر انبیاء کرام کے کہ ان کیلئے صرف دو نور ہوں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین

☆ اہل قیامت کو حکم ہوگا کہ اپنی نظریں پست کرو بند کرو تا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پل صراط سے گزریں پھر ملکہ جنت رشک عفت ام الائمہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پل صراط سے گزریں گی اور آپ کے کاندھے پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلود کپڑا ہوگا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گی پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے فیصلہ کرے گا۔

☆ پہلے جنت کا دروازہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھٹکھٹائیں گے۔

☆ پہلے بہشت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہوں گے اور اس کے بعد سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

☆ حوضِ کوثر پر قاسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں گے۔

☆ بہشت میں سب سے اعلیٰ درجہ وسیلہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہوگا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کے قدم جنت میں ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر اور قبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔

☆ ہر سبب اور نسب بروزِ قیامت منقطع ہوگا سوائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب اور نسب کے۔

☆ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو **ابو محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا جائے گا۔

☆ بہشت میں صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتاب قرآن کی تلاوت ہوگی اور کسی آسمانی کتاب کی تلاوت نہ ہوگی۔

☆ بہشت میں صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (عربی) زبان بولی جائے گی۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں پہلے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، داروغہ جنت خازن کہے گا، آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا، **محمّد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں۔ پھر وہ فرشتہ قیام کرے گا اور دروازہ جنت کھول دے گا اور عرض کرے گا میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کسی کیلئے قیام نہ کیا اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے قیام کروں گا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز وہاں تک پہنچتی ہے جہاں اوروں کی آواز نہیں پہنچ سکتی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا دُور سے سنتے ہیں جہاں سے اور کوئی سن نہیں سکتا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تک دیکھتے ہیں جہاں تک اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی، دِل نہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احتلام سے پاک تھے، اسی طرح انبیاء کرام امور ثلاثہ میں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ مشک سے زیادہ خوشبو والا تھا۔

☆ ہر لمبے قد والے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد لمبا ہو جاتا۔

☆ جب بیٹھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کندھا سب سے اونچا نظر آتا تھا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جوؤں سے پاک تھے۔

☆ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوتے تو وہ جانور پیشاب کرتا نہ لید۔

☆ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چلتے تو زمین آپ کیلئے سمٹ جاتی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سو مردوں کے برابر قوت ملی ہوئی تھی۔

☆ زمین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات کو نگل جاتی اور وہاں سے مشک کی خوشبو آتی۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد تک سب طیب و طاہر اور مومن تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد پر بت اوندھے گر گئے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناف کٹی ہوئی تھی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک صاف پیدا ہوئے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُنگلی اُٹھی ہوئی یعنی توحید کا اعلان کر رہے تھے۔

☆ آپ کے میلاد پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ نے نور دیکھا جو اُن سے ظاہر ہوا جس سے شام کے محل نظر آنے لگے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جھولا فرشتے جھلاتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر چاند جھک جاتا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گہوارہ میں کلام فرمایا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلا کلام یہ فرمایا: اللہ اکبر کبیرا و الحمد للہ کثیرا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح قبض ہونے کے بعد اس کو پھر واپس جسم میں لوٹا دی گئی، پھر اختیار دیا کہ دنیا میں رہیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برزخ کو پسند فرما کر رجوع الی اللہ برقرار رکھا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرض وفات میں تین دِن جبرائیل علیہ السلام بحکم ربّ العالمین طبع پرسی کیلئے حاضر ہوتے رہے۔

☆ جب ملک الموت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آئے تو ان کے ساتھ اسماعیل فرشتہ بھی نازِل ہوا جو ہوا میں ساکن ہے نہ اوپر گیا نہ نیچے آتا ہے۔

☆ ملک الموت روح بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبض کر رہا تھا اور رو رو کر کہہ رہا تھا **وا محمداہ**، یہ آواز سنی گئی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھی۔

☆ پھر لوگوں نے گروہ در گروہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھا (امام کے بغیر یہ صلوٰۃ تھی)۔

☆ بغیر جنازہ معروفہ کے اور بغیر امام کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وصال کے بعد صلوٰۃ پڑھی گئی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جہاں روح قبض ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہاں دفن کیا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زمین پر اندھیرا چھا گیا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرانور میں زندہ ہیں، اذان اور اِقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث پڑھنا قرآن کی تلاوت کی طرح عبادت اور باعثِ ثواب ہے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کل صحابہ عادل ہیں ثقہ و معتبر ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کو **سَیِّد** (شریف) کہا جاتا ہے۔ آپ کی اولاد کا سلسلہ آپ کی صاحبزادی سے چلا۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہانہ عارضہ سے پاک تھیں۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنجے کے سر پر ہاتھ رکھتے تو فوراً بال اُگ آتے۔

☆ جس سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھجور لگاتے اسی سال دَرخت پھل دینے لگ جاتے۔

☆ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو گھر میں تبسم فرماتے گھر روشن ہو جاتا۔

☆ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام جب سدرۃ المنتہٰی پر پر ہلاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی آواز زمین پر سن لیتے۔

☆ جب جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر سدرہ سے چلتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی خوشبو فوراً سونگھ لیتے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس راستہ سے چلتے خوشبو کی مہک وہاں سے آتی تھی۔

فائدہ...... رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو کی مہک کی تفصیل فقیر کے رسالہ **خوشبوے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** میں پڑھئے۔

اس میں ہر فرقہ متفق ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت جان ایمان مغز قرآن ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ کسی کی محبت دل میں بہت زیادہ اس وقت راسخ ہوتی ہے جب اس کے محاسن وکمالات سامنے ہوں اوران پر یقین ہو۔ چنانچہ

حضرت شیخ سراج الدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ و ذلک لینال مقام محبته الصادقة لان المعرفة سبب المحبة فکلما زادت المعرفة بمحاسن المحبوب زادت المحبة له ان محاسن کا جاننا اسی لئے ضروری ہے تاکہ محبتِ صادقہ نصیب ہو۔ کیونکہ محاسن کی معرفت محبت کا سبب ہے اور جیسے جیسے محبوب کے محاسن سے انسان آگاہ ہوتا ہے اس کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نوٹ...... جس گروہ کو اُلٹا وہی محاسن شرک و بدعت نظر آئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاک محبت کرے گا۔ ادھر دعوائے محبت ادھر محاسن وکمالات پر شرک وبدعت کا فتویٰ پھر کوئی سمجھے کہ اس کو حبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب ہو ے

این خیالست و محالست و جنون

فقیر آتش عشق تیز کرنے کیلئے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند کمالات عرض کرتا ہے انہی میں معجزات کا بیان بھی ضمناً ہوگا۔

محاسن و کمالات پڑھنے اور سننے کے فوائد

تجربہ شاہد ہے کہ جس کے کمالات ومحاسن پڑھے سنے جائیں تو فطرۃً دل میں اس کی محبت کا اضافہ ہوتا ہے یا کم ازکم اس کی عظمت اور شان وشوکت کا اثر تو ضرور ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ضروری ہے۔

حاتم کی عظمت دلوں میں اس لئے ہے کہ وہ سخی تھا اور نوشیروان کی شان وشوکت اس لئے دلوں پر اثر انداز ہے کہ وہ عادل تھا وغیرہ اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمالات صوریہ ومعنویہ کے جامع ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو اور زیادہ ضروری ہے۔

اسی لئے علماء کرام نے اس بارے میں فوائد بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ

01 حضرت شیخ سراج الدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

ان اللّٰه تعالیٰ اوجب علی المؤمنین ان یحبوا النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فوق محبة الآباء والابناء والازواج والعشیرة والتجارة والاموال و اوعد عن تخلف من تحقیقی ذلك بالعقاب فقال سبحانه قل ان کان آباء کم و ابناء کم و اخوانکم الآیة ولا ریب ان اسباب المحبة ترجع الی انواع الجمال والکمال والنوال کما قرره الامام الغزالی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وغیره فاذا کان الرجل یحب لکرمه او بشجاعته او لحلمه او لعلمه او لتواضعه او لتعبده او تقواه او لزهده و ورعه او لکمال عقله او وفور نعمه او جمال ادب او حسن خلقه او فصاحة لسانه او حسن معاشرة او کثرة بره و خیره او لشفقته و رحمته او نحو ذلك من صفاة الکمال فکیف اذا تاصلت واجتمعت هذه الصفات الکاملة وغیرها من صفات الکمال فی رجل واحد و تحققت فیه اوصاف الکمال و محاسن الجمال علی اکمل وجوهها اولا وهو السید الاکرم سیّدنا محمّد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم الذی هو مجمع صفات الکمال و محاسن الخصال، قد ابدع اللّٰه تعالیٰ صورته العظیمة و هیئته الکریمة و طویٰ فیه انواع الحسن والبهاء بحیث یقول کل من نعته لم یرقبله ولا بعده مثله (محمد رسول اللہ، صفحہ ۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر یہ لازم وواجب کردیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، بیوی، خاندان، تجارت اور اموال سے بڑھ کر محبوب سمجھیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے، اے محبوب فرمادیجئے اگر تم اپنے والدین، اولاد اور بھائی، الی آخر الآیہ۔ اور اسباب محبت کی وجوہ یہ ہی ہوسکتی ہیں، حسن وجمال کمال اور احسان۔ امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ جب کسی آدمی سے اس کی ایک صفت کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے مثلاً اس کا کرم یا اس کی بہادری، علم یا تواضع یا عبادت وتقویٰ یا زہد وورع یا کمالِ عقل یا بہتر فہم یا جمالِ ادب یا حسنِ اخلاق یا فصاحت زبان یا بہتر برتاؤ یا کثرت نیکی یا شفقت ورحمت یا اس کی مثل کسی اور وجہ سے اور جب یہ تمام صفات کسی ایک شخص میں جمع ہوجائیں اور یہ تمام اوصاف ومحاسن اپنے شباب وکمال پر بھی ہوں تو اس وقت اس شخصیت سے محبت کا عالم کیا ہوگا اور یہ شخصیت ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام صفاتِ کاملہ اور محاسنِ فاضلہ کے جامع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم ہیئت وصورت اتنے احسن انداز پر بنائی ہے کہ تمام حسن و جمال کی خوبیاں اس طرح جمع ہوگئی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کرنے والا ہر شخص پکار اُٹھتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں۔

02۔ یہی شیخ عبداللہ سراج الدین شامی اس بات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: ان ذکر شمائله صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم و سماع اوصافه و نعوته تحیا قلوب المحبین و تطرب ارواحهم و عقولهم و یزداد حبهم و یتحرك اشتاقهم (محمد رسول اللہ، صفحہ ۸) یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شمائل مبارکہ کا ذکر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف ومحاسن کا سماع اہلِ محبت کے دِلوں کو زندگی بخشتا ہے اور ان کے ارواح وعقول خوشی سے مچل اُٹھتے ہیں ان کی محبت میں اِضافہ اور ان کے شوق میں جلا پیدا ہوتی ہے۔

ولادت مبارکہ کے کمالات

ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کا آغاز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ سے کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جن کی ولادت کا یہ کمال ہے ان کے دیگر کمالات کا کیا حال ہوگا۔

01 حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جمہور اہل سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے چالیس یا پچپن روز بعد اسی سال ہوئی اور یہی قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور مشہور یہ ہے کہ ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی اور بعض علماء اس قول پر اتفاق واجماع بیان کرتے ہیں کہ ربیع الاوّل کی دو تاریخ کو اور بعض کچھ کہتے ہیں بعض کچھ۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ **بارہ ربیع الاوّل ولادت یا وفات** میں پڑھیے۔

کمالات ولادت کی فہرست

01 سیرت حلبیہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دَوران اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے تھے۔

02 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں دو ماہ کے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کی وفات پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا، باری تعالیٰ! تیرا محبوب یتیم ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا، اس کا حافظ و ناصر میں خود ہوں۔

03 سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ دورانِ حمل بھی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محلات روشن ہوگئے۔ (یہ بوقتِ ولادت نور دیکھنے سے پہلے کا واقعہ ہے)

04 حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ کا وَقت قریب آیا تو حسبِ معمول مجھ پر کیفیت طاری ہوئی پھر مجھے اچانک یوں محسوس ہوا کہ سفید پرندے کے پر کی طرح کسی روشن چیز نے میرے دِل پر مسح کیا ہو۔ جس سے دَرد فوراً جاتا رہا۔ پھر میں نے خوبصورت طویل القامت عورتوں کو دیکھا۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا کہ تم میرے پاس کہاں سے آئی ہو؟ تو انہوں نے کہا ہم آسیہ (فرعون کی بیوی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھیں) اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ یہ جنتی حوریں ہیں۔ پھر میں نے زمین سے آسمان تک سفید سی روشنی دیکھی پھر میں نے فضا میں ایسے مرد دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں تھیں پھر میں نے سفید جنتی چڑیوں کو دیکھا جن کی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے، وہ میرے کمرے پر سایہ فگن ہوگئیں پھر اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب سب روشن ہوگئے، اسی وقت میں نے تین عظیم الشان جھنڈے دیکھے جو نصب کردیئے گئے۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔

پس اسی مشاہدہ کی حالت میں اچانک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے بطن سے باہر تشریف لے آئے اور سارا گھر نور ہی نور بن گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے۔ اس وقت آپ کی حالت تضرع اور گریہ وزاری کی ہوگئی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھا رکھی تھی (گویا اللہ عزّ وجل کی توحید کی شہادت دے رہے تھے) پھر اچانک آسمان کی طرف سے سفید بادل نمودار ہوا اور اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور ایک منادی کی ندا بلند ہوئی کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشارق و مغارب اور بحر و بر میں پھراؤ تا کہ سب انس و جن، ملائکہ اور چرند و پرند، الغرض ہر شے ان کی صورت اور اوصاف کو پہچان لے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کھل گیا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دوبارہ نمودار ہوئے۔ اس وقت میں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زیارت کی تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا جسمِ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور اس سے تازہ کستوری کی خوشبو کے حُلّے پھوٹ رہے تھے، اس وقت (غیب سے) تین اَفراد نمودار ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی، ایک کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور ایک کے ہاتھ میں سفید ریشم کی چادر تھی۔ اس صراحی کے (جنتی) پانی سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو غسل دیا گیا، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر لگائی گئی، جو اسی ریشم میں لپٹی ہوئی تھی اور پھر اسی چادر میں لپیٹ کر لٹا دیا گیا، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پیدائشی طور پر سرمہ ڈلا ہوا تھا، ناف بریدہ تھے، ختنہ شدہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

(مواهب اللدینه و الخصائص الکبریٰ وغیرها)

محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی، اس میں عطاء اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نور نکلا، جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہوگیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاک کی مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا۔ اسی نور کا ذِکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اس نور سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے شام کے محل دیکھے۔ (رواه الطبراني والبيهقي و صححه الحاكم)

05 ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا اور وہ اپنی والدہ شفاء سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے۔ میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں اس وقت موجود تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے: **رحمک اللہ** (اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفاء کہتی ہیں کہ مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہاں تک کہ میں نے بھی روم کے محلات دیکھے۔

06 عثمان ابی العاص اپنی والدہ اُم عثمان ثقفیہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے سے روایت کرتے ہیں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑینگے۔ (اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے)

07 بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکا یک چلانا شروع کیا کہ اے جماعتِ یہود آ جاوٗ۔ لہٰذا سب جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا۔ جس ساعت میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیدا ہونے والے تھے وہ ساعت اسی شب میں تھی۔ (المواھب)

08 سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے) انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا تھا۔

فائدہ...... یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے، جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی مگر یہود شہر **یثرب** (مدینہ) میں اس لئے آ کر آباد ہوئے تھے کہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا کہ نبی آخر الزمان ہجرت فرما کر اسی شہر کو اپنا مسکن بنائیں گے۔ انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ انہیں اُمید تھی کہ شاید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگی سو انہیں وقت ولادت کی علامت معلوم تھیں جن کی بناء پر اس یہودی (عالم) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی صبح اہل مدینہ کو جمع کر کے شور مچایا۔

09 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں اپنے کسی کام سے آیا تھا۔ سو جس شب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس نے کہا، اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ کہنے لگا دیکھو آج کی شب اس اُمت کا نبی پیدا ہونا تھا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان مہر نبوت ہے وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ قریش نے اس کے بعد تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس آیا اور مہر نبوت والی نشانی جو دونوں شانوں کے درمیان تھی دِکھانے کیلئے کہا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا۔ جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رُخصت ہو گئی۔ اے گروہ قریش سن لو! واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اس کی خبر شائع ہوگی۔ (رواہ الحاکم)

فائدہ...... اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور اس کا بیان فتح الباری میں امام عسقلانی نے بھی کیا ہے۔

10 بیہقی ابو نعیم خرائطی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقتِ ولادت ظہور پذیر ہونے والے عجائب میں سے یہ بھی ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے، بحیرہ ساوہ دفعتاً خشک ہوگیا اور فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا اور کبھی نہ بجھتا تھا اور بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے، نے دیکھا کہ سارا صحن کعبہ اچانک روشن ہوگیا اور چند بت منہ کے بل نیچے گر پڑے۔ (اس سے وہ سمجھ گئے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تولد ہوگیا۔)

کمالات دورانِ رضاعت

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رَضاعت کی خدمات حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصّہ میں آئیں۔ وہ حلیمہ سعدیہ جو دیگر دودھ پلانے والی عورتوں کے ہمراہ قحط زدہ سال میں دودھ پیتے بچوں کی تلاش میں دشت مکہ سے آئیں۔ جب یہ دُرِّ یتیم ان پر پیش کئے گئے تو سب نے ان کو لینے سے اِنکار کردیا مگر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے لیا کیونکہ بغیر بچے کے خالی ہاتھ واپس جانا انہیں ناپسند تھا۔ یہ وہ سب کچھ تھا جس نے انہیں یہ کلمات کہنے پر آمادہ کردیا۔

کمزور اُونٹنی

حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک کمزور اور دُبلی پتلی گدھی پر سوار ہوکر مکہ کی طرف نکلے ہمارے ساتھ ہماری بوڑھی اونٹنی بھی تھی۔ بخدا وہ ایک قطرہ دودھ بھی نہیں دیتی تھی۔ ہم اپنے بھوکے بچے کے رونے کے سبب رات کو سو بھی نہیں سکتے تھے۔ جب سے میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیا اور انہیں اپنی گود کی زِینت بنایا تو میرے پستان دودھ سے پھوٹ پڑے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ پیا حتیٰ کہ سیر ہوگئے۔ میرے دوسرے بیٹے نے بھی سیر ہوکر پیا اور دونوں سو گئے۔ میرے خاوند جب اپنی اونٹنی کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے تھنوں میں سے دودھ بہہ رہا ہے۔ ہم سب نے پیا، حتیٰ کہ سیراب ہوکر اور سیر ہوکر ہم نے اپنے ہاتھ اس سے کھینچ لیے۔ ہم نے اپنی رات بڑے اچھے طریقے سے گزاری۔ پھر صبح کے وقت اپنی کمزور گدھی پر سوار ہوئے۔ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بھی اس پر سوار کرایا۔ بخدا اس گدھی نے اپنے سواریوں کو لیکر وہ مسافتیں طے کیں جوان کے جوان اور طاقتور گدھے بھی نہ کرسکتے حتیٰ کہ میری سہلیاں مجھ سے کہنے لگیں:

یا ابنة ابی ذوئیب ! و یحك اربعی علینا الیست هذه اتانك التی كنت قد خرجت علیها فاقول لهن بلی و الله انها لهی فیقلن لی والله ان لها لشاناً یعنی اے ابوذوئیب کی بیٹی! تیرا برا ہو ہمارا ذرا اِنتظار تو کر کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر تو سوار ہوکر گھر سے نکلی تھی۔ میں نے ان سے کہا ہاں بخدا یہ تو وہی ہے۔ وہ مجھے کہتیں اب تو اس کے بڑے ٹھاٹھ ہیں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم بنی سعد کے صحرا میں ان کے گھروں میں پہنچ گئے، میں نے خدا تعالیٰ کی ساری زمینوں میں سے بنی سعد کی زمین سے زیادہ قحط زدہ اور کوئی زمین نہیں دیکھی تھی۔ مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود کی برکت سے وہ اچانک ہی سر سبز و شاداب ہوگئی اور اس کے پھل وغیرہ پک گئے اور میری بکریاں سیر ہوگئیں۔ ہم ان کا دودھ دوہتے اور پیتے تھے حالانکہ دیگر لوگ اپنی بکریوں سے تھنوں سے ایک قطرہ دودھ بھی نہیں نکال سکتے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہنے لگے، تمہارا برا ہو تم بھی وہاں اپنے مویشیوں کو چراؤ جہاں ابوذوئیب کی بیٹی کے چرواہے چراتے ہیں۔

میرے خاوند کہتے اے حلیمہ! جان لے بے شک تو نے ایک مبارک روح (انسان) کا انتخاب کیا ہے۔

حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جب مکہ معظمہ سے مایوس لوٹنے لگی تو میرے خاوند نے کہا کہ اگر کوئی اور بچہ نہیں ملتا تو بنی ہاشم کا یتیم ہی لے جاتے ہیں کیونکہ خالی لوٹنا نہیں چاہیے۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنے کی خواہش کی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس کمرے میں لے گئے جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوپر نیچے سفید اور سبز کپڑا تھا۔

فا شفقت ان اوقظه من نومه لحسنه و جماله فدنوت منه رويدا فوضعت يدى على صدره فتبسم ضاحكاً و فتح عينيه ينظر الى فخرج من عينيه نور حتىٰ دخل خلال السماء (الانوار المحمدیہ، صفحہ ۱۹)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسن و جمال دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گئی لیکن حسنِ پُرکشش کی وجہ سے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آئی پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حجرِ اسود کا عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر واپس اپنے خاندان میں جانے لگے تو خواہش ہوئی کہ جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کر لینا چاہیے۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُٹھا کر حرم کعبہ لے گئی، طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے چاہا کہ حجرِ اسود کو بوسہ دوں لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب حجر اسود نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنی جگہ سے حرکت کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھا حتیٰ کہ چہرۂ اقدس سے چمٹ کر اس نے بوسے لینے شروع کر دیئے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے،

روی ان حلیمة لما اخذته دخلت علی الاصنام فنکس الحبل رأسه وکذا جمیع الاصنام من اما کنها تعظیماً له وجاء ت به الی الحجر الاسود لیقبله فخرج من مکانه حتیٰ التصق بوجه الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم (المظہری، ج۶ ص ۵۲۸)

یعنی جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر بتوں کے پاس گئیں تو جبل اور دیگر تمام بتوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر سر جھکا دیا اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر حجرِ اسود کے پاس پہنچیں تو وہ دیکھتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے ساتھ چمٹ گیا۔

چاند جُھک جاتا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر دیر تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس تکتا رہا۔اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا عم هل لك حاجة ؟ یعنی اے چچا جان کیا معاملہ ہے؟

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اگرچہ اب مسلمان ہوا ہوں مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے میں بچپن سے متاثر ہوں کیونکہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جھولے میں تھے تو میں نے دیکھا:

تناغی القمر و تشیر الیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال (الخصائص الکبریٰ، ج۱ص۵۳)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاند سے گفتگو کرتے ہیں اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُنگلی کے اِشارے پر رقصاں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ؎

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اِشاروں پر کھلونا نور کا

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، چچا جان یہ بعد کی باتیں ہیں۔آپ کو اُس وقت کے بارے میں بتاتا ہوں جب میں شکمِ مادر میں تھا۔

والذی نفسی بیده لقد کنت اسمع صریر القلم علی اللوح المحفوظ و انا فی ظلمة الاحشاء وکنت اسمع سجود القمر امام العرش و انا فی ظلمة الاحشاء (فتاویٰ عبدالحئی، ج۲ص۹۷)

یعنی مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں شکم مادر میں لوحِ محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز سنتا تھا اور اسی طرح شکم مادر میں میں چاند کے عرش اعظم کے سامنے سربسجود ہونے کی آواز کو بھی سنتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنی قوتِ سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی باتیں بھی سن لیتے جو دوسرے حاضرین سلامتی حواس کے باوجود نہ سُن پاتے تھے۔

حضرت ابوذر اور حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کیا میں سن رہا ہوں تم بھی سن رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمیں تو اس وقت کچھ سنائی نہیں دے رہا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لاری مالا ترون واسمع مالا تسمعون انی اسمع اطیط السماء وما تلام ان تنط وما فیھا موضع شبرا لا و علیہ ملك ساجد (مسند احمد، ج۵ص۱۷۳)

یعنی میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور میں اس وقت آسمان کی چرچراہٹ سن رہا ہوں اور آسمان کے اسطرح کرنے میں کوئی برائی نہیں کیونکہ اس پر ایک بالشت بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ اللہ عزوجل کے حضور سجدہ ریز نہ ہو۔

فائدہ......جس ذاتِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دُور سے سننے کا ایسا کمال ہو پھر وہ اُمتی کی فریاد سے کیسے بے خبر ہو سکتی ہے۔ اسی لئے ہم اُٹھتے بیٹھتے عرض کرتے رہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ؎

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُرود خود سُنتے ھیں

اہلسنّت کاعقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا دُورد شریف خود سنتے ہیں۔ چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں ہے:

☆ حضرت عبدالرحمٰن جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جن لوگوں کی آپ کے ساتھ ملاقات نہ ہوئی، اور وہ آپ کی ظاہری حیات کے بعد آنے ہیں ان کا سلام آپ تک پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اسمع صلوٰۃ اھل محبتی و اعرفھم (دلائل الخیرات)

یعنی میں محبت رکھنے والے غلاموں کا سلام خود سنتا ہوں اوران کو پہچانتا بھی ہوں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ؎

دُور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا و بعد وفاتک؟ قال بعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (جلاء الافہام، ص ۶۲) یعنی جب بھی کوئی بندہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہے وہ کہیں بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا وِصال کے بعد کیا معاملہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وصال کے بعد بھی اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام فرمادیا ہے۔

ازالۂ وھم

یہ خیال غلط ہے کہ دُور سے کوئی نہیں سن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جس کو یہ قوت عطا فرمائے وہ ضرور سُن سکتا ہے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تو مرتبہ ہی بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں یکے بعد دیگرے جو فرِشتے دُرود شریف پہنچانے کیلئے مقرر ہیں، ان کے بارے میں حدیث میں آیا ہے: ان للّٰہ ملکاً اعطاہ اسماع الخلائق کلھا و ھو قائم علی قبری اذامت الیٰ یوم القیامۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوۃ الاسماء باسمہ و اسم ابیہ قال یا محمّد صلی علیک فلان (جلاء الافہام، ص ۷۳) یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ عزّ وجل نے تمام مخلوق کے اسماء کی تعلیم دی ہے وہ میری خدمت میں قیامت تک حاضر رہے گا۔ جب بھی کوئی دُرود شریف پڑھتا ہے تو فرشتہ مجھے اس کے اوراس کے والد کے نام کے ساتھ اس کا دُرود شریف پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فلاں شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کررہا ہے۔

انتباہ...... مذکورہ بالا واقعہ مولوی ذکریا سہارنپوری نے فضائل دُرود میں لکھا ہے۔ اس سے ناظرین غور فرمائیں کہ سرہانے کھڑا ہوا فرشتہ تو بیک وقت جملہ دُرود شریف پڑھنے والوں کو سن رہا ہے تو جملہ کائنات کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے خبر ماننا ؎

یہ ہوس کس بے خبر کی

روحانی دلیل

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے: وباش درحال ذکر گویا حاضرست پیش درحالتِ حیات دمی بینی تو اورا متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا بدان کہ وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیندومی شنود کلام تراز یرا کہ وی متصف ست بصفات اللہ تعالیٰ ویکی ازصفات الٰہی آن ست کہ جلیس من ذکرنی مرپیغمبر راصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب وافراست ازیں صفت زیرا کہ عارف وصف اووصف معروف اوست سبحانہ ووی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعرف الناس باللہ تعالیٰ است (مدارج النبوۃ، ج۲ص۲۶)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذِکر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں دُرود وسلام اس حال میں عرض کرے کہ گویا حالتِ حیات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے اور اپنی آنکھوں سے صاحبِ جلال وہیبت کو ادب و تعظیم کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔ اے ذاکر! تجھے اس بات پر آگاہ رہنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اسلئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے کامل مظہر ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہم نشین ہوتا ہے جو اسے یاد کرتا ہے چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی اس مبارک صفت سے بھی حصہ وافر ملا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اپنے یاد کرنے والوں کے ہم نشین ہوتے ہیں۔

فائدہ...... یہ دلیل جیسے روحانی ہے تحقیقی بھی ہے اسلئے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو تو ہر جگہ ہر آن مانتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتے وہ جہالت کا شکار ہیں، اس لئے کہ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوسکتے۔

چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یفارق حضرۃ اللہ تعالیٰ امداکم (الیواقیت والجواہر)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے۔

اور تصوف کے قواعد میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصوُّر اتنا مضبوط و مستحکم ہو کہ درمیانی حجابات اُٹھ جائیں یہاں تک کہ بالمشافہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو اور بلا حجاب زیارت نصیب ہو۔

بچپن کا واقعہ

تفسیر کبیر میں ہے کہ ابو طالب نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا،

الا اخبرك عن محمّد بما رأيت منه

یعنی آپ کو میں وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے دیکھی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں مجھے ضرور بتائیں۔ اس پر ابو طالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا:

جب سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ سے اتنی محبت ہوگئی ہے کہ میں رات اور دِن میں ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا، حتیٰ کہ رات کو بھی میں آپ کو اپنے پاس سلاتا ہوں۔ آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ کپڑے پہن کر سوتے تھے۔ کپڑے اُتار کر سونا آپ کو پسند نہ تھا۔

فامرته ليلة ان يخلع ثيابه و ينام معى فرأيت الكراهة فى وجهه لكنه كره ان يخالفنى

یعنی ایک رات میں نے کہا کپڑے اُتار دیں اور پھر سوئیں۔ میں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چہرۂ اقدس سے محسوس کیا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں لیکن چونکہ میری بات کو آپ ٹالنا بھی نہ چاہتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

يا عماه اصرف بوجهك عنى حتىٰ اخلع ثيابى اذلا ينبغى لا حدان ينظر الى جسدى

یعنی اے چچا میں کپڑے اُتارتا ہوں مگر اپنے چہرے کو دوسری طرف کر لیجئے
تا کہ میرے ننگے جسم کو آپ نہ دیکھ پائیں کیونکہ میرے جسم کو (اس حال میں) دیکھنا کسی کیلئے جائز نہیں۔

فائدہ...... ابو طالب کہتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا مگر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تا کہ کپڑے اُتار لیں۔ جب آپ کپڑے اتار کر بستر پر لیٹے۔

فلما دخلت معه الفراش اذا بينى و بينه ثوب

میں بھی بستر پر لیٹا لیکن میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا
(جس کی وجہ سے) میں آپ کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

دوسری بات میں نے یہ دیکھی:

واللّٰہ ما ادخلتہ فراشی فاذا ھو فی غایۃ اللین و طیب الرائحۃ کانہ غمس فی المسک۔ فجھدت لا نظر الی جسدہ فما کنت اری شیئا و کثیرا ما کنت انتقدہ من فراشی فاذا قمت لا طلبہ نادانی ھا یا عم فارجع و لقد کنت کثیر اما اسمع منہ کلاما یعجبنی ذلک عند مضی اللیل و کنا لا نسمی علی الطعام و الشراب و لا نحمدہ بعد و کان یقول فی اوّل الطعام بسم اللّٰہ الاحد فاذا فرغ من طعامہ قال الحمد اللّٰہ ثم لم ارمنہ کذبۃ ولا ضحکا ولا جاھلیۃ ولا وقف مع صبیان یلعبون (تفسیر کبیر، ج ۳۱ص ۲۱۴) یعنی کہ آپ کا جسم اطہر نہایت نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبویا ہے۔ میں نے آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی مگر میں نہ دیکھ سکا۔ میں بہت دفعہ آپ کو بستر سے گم پاتا تو بستر سے اُٹھ کر تلاش کرنے نکلتا اور آواز دیتا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تم کہاں ہو؟ آپ فرماتے اے چچا میں یہاں ہی ہوں واپس آجاؤ۔ جب رات ڈھل جاتی تو میں بہت دفعہ آپ سے ایسی گفتگو سنتا جس سے مجھے بہت تعجب ہوتا۔ ہم کھانے پینے سے پہلے اور بعد اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ آپ کھانے سے پہلے بسم اللہ احد (اللہ کے نام سے جو ایک ہے) اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو الحمدللہ کہتے۔ میں نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا۔ ہر وقت متفکر رہتے کبھی کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ بچوں کے ساتھ فضول کھیل میں وقت ضائع کرتے دیکھا۔

☆ اہل مدینہ کا طریقہ تھا کہ اپنے اپنے بچوں کو پانی دیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتے تا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دَم شدہ پانی سے برکت حاصل کریں۔ لہٰذا ہر نماز خصوصاً فجر کی نماز کے بعد بچے برتنوں میں پانی لے کر مسجد سے باہر کھڑے رہتے۔ رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مسجدِ نبوی سے باہر تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان بچوں پر شفقت کرتے۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور پانی پر دم فرماتے۔ بعض اوقات پانی کے برتن میں ہاتھ بھی ڈبو دیتے حالانکہ کبھی کبھی شدید سردی ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پیارے منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدینۃ بانیتھم فیھا الماء فما یا تونہ باناء الا غمس فیہ یدہ فربما جاء وہ فی الغداۃ الباردۃ فادخل یدہ فیھا (رواہ مسلم) یعنی نمازِ فجر کے بعد مسجدِ نبوی سے باہر تشریف لاتے تو مدینہ کے بچے برتنوں میں پانی اُٹھائے ہوئے آجاتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک کے برتن میں اپنا دستِ اقدس ڈبوتے حالانکہ بعض اوقات شدید سرد موسم ہوتا۔

بچوں پر خصوصی شفقتیں

رحمتِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک پر شفقت فرماتے مگر بچوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقتیں دوسروں سے بڑھ کر تھیں۔ بچوں کے پاس سے گزرتے تو سلام فرماتے۔ نیا پھل آتا تو مجلس میں موجود بچوں کو عنایت فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر واپس تشریف لاتے تو استقبال کیلئے آنے والے بچوں کو اپنے ساتھ فرما لیتے۔ بعض اوقات بچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیتے، جب تک نہ چھوڑتے آپ کھڑے رہتے۔ بچوں کو گود کے علاوہ کاندھے پر بھی اُٹھا لیتے۔ ان کے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

مختلف کمالات کا بیان

اس مختصر رسالہ میں فقیر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کے چند نمونے عرض کرتا ہے تاکہ ہمارے بچے (جوان اور سب) انہیں پڑھ کر یا سن کر اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لو لگائیں اور دارین کی فلاح و بہبودی حاصل کریں۔

قد مبارک کا کمال

حضرت سیّدہ عائشہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدِ زیبا کی جمال آفرینی کے بارے میں فرماتی ہیں:

ولم یکن یما شیہ احد من الناس ینسب الی الطول الا طالہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لربما اکتنفہ الرجلان الطویلان فیطولھما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فاذا فارقاہ نسب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الربعۃ (الخصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۶۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔ جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس سے بلند نظر آتے اور بسا اوقات دو بلند قامت آدمیوں کے درمیان چلتے تو ان سے بلند تر نظر آتے۔ لیکن (دیکھنے والا حیران رہ جاتا) کہ جب وہ جدا ہوتے تو وہ دراز قد اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد انور میانہ دکھائی دیتا۔ یعنی دوسرے کے مقابلے میں اونچے دکھائی دیتے مگر تنہا معتدل اور میانہ قد تھے۔

☆ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خصوصیت کو یوں بیان کیا ہے:

ما مشی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم احد الا طاله‘ (تہذیب ابن عساکر، ج۱ص۳۱۹)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساتھ چلنے والے سے بلند قامت دکھائی دیتے تھے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول روایت یوں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لیس بالذاهب طولاً

و فرق الربعة اذا جامع القوم غمرهم (المواہب اللدنیہ مع زرقانی، ج۴ص۱۹۸)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دراز قد نہ تھے جب لوگوں کے درمیان کھڑے ہوتے تو سب سے بلند نظر آتے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف دوسروں میں کھڑے ہونے کی صورت میں ہی بلند نظر نہ آتے بلکہ مجلس میں بیٹھنے کی صورت میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلند نظر آتے۔

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خصائص ابن سبع کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کان اذا جلس تکون کتفه‘ اعلی من جمیع الجالسین (جمع الوسائل، ج۱ص۱۱)

یعنی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کسی مجلس میں) بیٹھتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانے مبارک دوسرے بیٹھنے والوں سے بلند نظر آتے۔

فائدہ...... بلند نظر آنے کی حکمت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

لعل السرفی ذٰلك انه لا یتطاول علیه احد صورةً کمالا یتطاول علیه معنی (جمع الوسائل، ج۱ص۱۱)

یعنی حکمت اس میں یہ ہے کہ جس طرح محاسنِ باطنہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی بلند نہیں اسی طرح ظاہری قد وقامت میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔

ایک اور مقام پر دوسروں کے درمیان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلند دکھائی دینے کی حکمت یوں بیان کرتے ہیں:

فی الطول مزیة خص بها تلویحاً بانه لم یکن احد عند ربه افضل لا صورةً و لا معنی

یعنی یہ بلندی اس لئے تھی کہ ہر ایک پر یہ بات آشکار ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ظاہری اور باطنی احوال میں اس ذات سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ (شرح شفاء، ج۱ص۱۵۳)

قد مبارک کا ایک اور کمال

امام خفاجی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدِ انور خلقت کے لحاظ سے دوسروں سے زیادہ طویل نہیں تھا بلکہ معتدل ہی تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عنایت تھی کہ دیکھنے والوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلند دکھائی دیتے تاکہ صورت کے لحاظ سے بھی کوئی فوقیت حاصل نہ کر پائے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں اضافہ ہو۔

لم یخلق اطول من غیرہ لخروجہ من الاعتدال الاکمل المحمود و لکن اللہ جعل لہٗ ھذا فی رائع العین مجعزۃ خصّہ اللہ تعالیٰ بھا لئلا یری تفوق احد علیہ بحسب الصورۃ و لیظھر من بین اصحابہ تعظیماً لہ بما لم یسمع لغیرہ فاذا فارق تلک الحالۃ زال المحذور و علم التعظیم فظھر کمالہ الخلقی (نسیم الریاض، ج۱ص۳۳۴)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدِ انور زیادہ طویل پیدا نہیں کیا گیا کیونکہ اتنا طویل ہونا اعتدال کے منافی اور قابلِ تعریف نہیں۔ ہاں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والی آنکھوں میں یہ بات پیدا کر دی تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلند نظر آتے اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت اسلئے عطا کی تھی کہ کوئی صورت کے لحاظ سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے بلند دکھائی نہ دے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے جب یہ ضرورت نہ رہتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کمال پر دکھائی دیتے جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق تھی۔

سوال کا جواب...... امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی اس سوال کا کہ کیا یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بلند نظر آنا اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوسروں سے طویل پیدا کیا گیا تھا یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدِ انور خلقۃً میانہ ہی تھا مگر بلند دکھائی دیتا تھا۔

جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر چہ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ ممکن تھا کہ دوسروں سے بڑے قد کا پیدا فرمادیتا لیکن اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میانہ قد ہی پیدا فرمایا۔ ہاں دیکھنے والے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلند ہی محسوس کرتے۔

ان ذٰلك يرى فى اعين الناس فقط و جسده باق على اصل خلقته فمثل ارتفاعه المعنوى فى عين الناظر فراه رفعةً حسيةً (زرقانی علی المواہب، ج ۷ ص ۱۹۹)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقط لوگوں کی نظروں میں بلند دِکھائی دیتے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر اس حال میں اصل خلقت پر (میانہ) ہی رہتا۔ پس گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعتِ معنوی کو ہی اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے کی آنکھ میں رفعتِ حسی بنادیا تھا۔

یعنی جب کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی اجتماع یا محفل میں دیکھتا تو وہ یوں محسوس کرتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بلند ہیں۔ حالانکہ تنہائی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد زیبا میانہ ہی دکھائی دیتا۔ اس کی تصدیق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درج ذیل اس بیان سے بھی ہوتی ہے، جسے امام ابونعیم علیہ الرحمۃ نے دلائل النبوۃ میں ذِکر کیا ہے۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو طویل مردوں کے ساتھ چل رہے ہوتے تو ان سے بلند قامت دکھائی دیتے اور جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جدا ہوتے تو دونوں طویل نظر آتے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میانہ قد۔ (دلائل النبوۃ ابی نعیم، ص ۵۶۱)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بوکر ترے ربّ نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

نوٹ...... فقیر نے قد مبارک کے اعجاز کی تفصیل رسالہ قدرعنائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لکھی ہے۔ یہاں بچوں اور بچیوں اور جملہ اہل ایمان کے ایمان وقلوب کی تازگی کیلئے چند کمالات کا ذِکر کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم اور چشمِ قلب کو بصارت و بصیرت کے جملہ کمالات بدرجہ اکمل عطا فرمائے چند شواہد حاضر ہیں:

۱......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایها الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود فانی اراکم امامی و من خلفی (رواہ مسلم)

یعنی اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، رکوع اور سجود میں مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ، میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

۲......بخاری شریف میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:

هل ترون قبلتی ههنا فو اللہ ما یخفی علیٰ رکوعکم ولا خشوعکم انی لاراکم من وراء ظهری (رواہ البخاری)

یعنی تم میرا چہرہ صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہو؟ اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا رکوع اور نہ دل کی کیفیت پوشیدہ ہے، بلا شبہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

تاریکی میں دن کی طرح دیکھنا

۳......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یری باللیل فی الظلمة کما یری بالنهار فی الضوء (الخصائص الکبریٰ، ج ا ص ٦)

یعنی رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے جیسا کہ دن کے اُجالے میں۔

٤......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انی لانظر الی ما وراء ظهری کما انظر الی اما می (سُبل الهُدیٰ)

یعنی میں آگے کی طرح پیچھے کو برابر طور دیکھتا ہوں۔

فائدہ......حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام زرقانی لکھتے ہیں:

اعنی ان رؤیته فی النهار الصافی واللیل المظلم متساویة لان اللہ تعالیٰ مما رزقه الاطلاع بالباطل والاحاطة بادراك مدرکات القلوب جعل له مثل ذلك فی مدرکات العیون و من ثم کان یری المحسوس من وراء ظهره کما یراه من امامه (زرقانی علی المواہب، ج ۴ ص ۸۲)

یعنی اس سے مقصود یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روشن دن اور تاریک رات میں دیکھنا برابر اس لئے کہ جب اللہ پاک نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطن اور دل کی باتوں کا کامل ادراک عطا فرمادیا تو ایسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کو ادراک عطا فرمادیا، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیٹھ کے پیچھے بھی سامنے کی طرح دیکھتے ہیں۔

۵......اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یریٰ فی ظلمۃ کما یریٰ فی الضوء (الوفا، ج ا ص ۳۴۴)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے اُجالا اور تاریکی یکساں تھی یعنی تاریکی دیکھنے میں حائل نہ ہوتی تھی۔

٦......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی اری مالا ترون یعنی میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر اور غیب کلّی کا ثبوت ایسی احادیثِ مبارکہ سے دیا جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکر ہیں وہ ایسے اُمور کو ناممکن بتا کر مسئلہ گول کر جاتے ہیں۔ بعض متشدّد قسم کے لوگ تو شرک کے فتویٰ سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔ فقیر ان کے اس اشکال کو صِرف ایک مثال سے رفع کرتا ہے وہ ہے، بصارتِ موسیٰ علیہ السلام کا حال جسے قرآن مجید نے بیان فرمایا کہ

ربّ ارنی اے میرے ربّ! مجھے اپنی زیارت سے نواز۔

اللہ ربّ العالمین نے جواباً ارشاد فرمایا:

لن ترانی آپ مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

تاہم آپ کے پیہم اِصرار پر خدائے ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی

یعنی اس پہاڑ کو دیکھیں اگر یہ ہماری تجلّی کے اِظہار کے باوجود قائم رہا تو آپ بھی یقیناً دیکھ لیں گے۔

جب اس حسن مطلق نے اپنی صفاتی تجلّی کا پرتو کوہِ طور پر ڈالا تو وہ جل کر ریزہ ریزہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس انعکاس تجلّی کے اثر سے بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فلما تجلّٰی ربه للجبل جعله دكا وخر موسیٰ صعقا۔ فلما افاق قال تبت اليك و انا اوّل المسلمين

جب ربّ العزت نے پہاڑ پر تجلّی کا اِظہار فرمایا تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بیہوش ہوگئے،
ہوش آنے پر عرض کرنے لگے اے اللہ! میں تیری ہی طرف رُجوع کرتا ہوں اور میں پہلا اسلام لانے والا ہوں۔

حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ دوبارہ ہوش میں آئے تو آپ کی بصارت کا یہ عالم تھا کہ دس فرسخ کی مسافت پر رات کے اندھیرے میں کالے پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کا مشاہدہ فرما لیتے تھے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تجل الله عزوجل لموسیٰ علیه السلام كان يبصر دبيب النملة على الصفاء
فی الليلة الظلماء من سيرة عشرة فراسخ (روح المعانی، ج۹ ص۵۳)

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنی صفاتی تجلّی کا اظہار فرمایا تو (اس کے بعد)
رات کی تاریکی میں دس فرسخ کی مسافت پر پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

علامہ آلوسی نے حضرت ابو معشر کے حوالے سے نقل کیا ہے:

مكث موسیٰ علیه السلام اربعين ليلة لا ينظر اليه الامات من نور ربّ العالمين (ایضاً)

زیارتِ تجلّی کے بعد چالیس دِن تک آپ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا
بلکہ جو دیکھتا اس پر اس تجلّی کے انوار کے دبدبہ کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

اسی لئے آپ یعنی موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کی فراغت کے بعد باپردہ ہوکر گھر آئے تو بی بی صفوراء آپ کی زوجۂ محترمہ نے آپ کا حجاب ہٹایا تو بیہوش ہوکر گر پڑیں۔ (روح البیان و مشارق الانوار)

اس لئے اہلسنّت کہتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ آپ کی بشریت حجاب تھی حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ورنہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کا یہ حال ہے کہ جنہوں نے ایک پرتو دیکھا وہ بھی صفاتی اور بالواسطہ، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو عینِ ذات کو دیکھا وہ بھی بلاواسطہ۔

کمالاتِ لعاب دہن مبارک

حضرت بشیر بن عقربہ الجہنی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئے۔ آپ نے میرے والد سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ بچہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا۔ میں آپ کی دائیں طرف حاضر ہوکر بیٹھ گیا۔ آپ نے شفقت فرماتے ہوئے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا، تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا نام بحیر ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں تیرا نام بشیر ہے۔

فنفث النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی فمی فانخلت العقدۃ من لسانی وابیض کل شی فی رأسی ما خلاما وضع صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ علیہ فکان اسود (الاصابہ ذکر بشر بن عقربہ)

یعنی پھر رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو میرے زبان کی لکنت فی الفور ختم ہوگئی اور سر پر ہاتھ رکھنے کی برکت یہ ہوئی کہ بڑھاپے کی عمر میں تمام سر سفید ہوگیا مگر وہ مقام جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لگا تھا تمام عمر سیاہ رہا۔

بینائی لوٹ آئی

حضرت فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر آگیا۔ جسکی وجہ سے میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور اب مجھے کوئی شے دکھائی ہی نہ دیتی تھی۔ رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر اپنی حالت بیان کی:

فنفث النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عینی فابصر فرأیتہ یدخل الخیط فی الابرۃ وھو ابن ثمانین (زرقانی، ج۵ص۱۸۸)

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری دونوں آنکھوں پر اپنا مبارک لعاب لگایا تو میری بینائی لوٹ آئی اور بینائی کی کیفیت یہ ہے کہ میں اسّی سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتا ہوں۔

پہلے سے بھی خوبصورت ہوگئی

ابویعلیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ اُحد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ پھوٹ گئی جس کی وجہ سے بڑی تکلیف تھی، انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

نبصق فیما النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فکانت اصح عینیہ (الخصائص الکبریٰ)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری آنکھ پر لعاب مبارک لگایا تو میری آنکھ دوسری سے بھی زیادہ حسین ہوگئی۔

منہ سے خوشبو

حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور میری پانچ بہنیں رَحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خشک کیا ہوا گوشت تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوشت کا ایک ٹکڑا چبا کر نرم کیا اور ہمیں عطا فرمایا، ہم نے آپس میں تقسیم کر کے اسے کھالیا۔

فلقین اللہ و ما وجد لا فواھھن خلوف (اسد الغابہ، ج۵ ص۵۱۲)

یعنی مرتے دَم تک ان کے منہ سے بدبو نہیں آتی تھی بلکہ خوشبو آتی تھی۔

مدینے میں سب سے میٹھا کنواں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک لعابِ دہن ڈالا تھا، اب اس کی کیفیت یہ تھی:

فلم یکن بالمدینہ بیرا عذب منھا (ابو نعیم)

یعنی شہرِ مدینہ میں اس سے بڑھ کر کسی کنویں کا پانی میٹھا نہ تھا۔

خوشبودار کنواں

سُنن ابن ماجہ میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک ڈول پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ پانی پیا اور کُلّی کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا:

ففاح منھا مثل رائحۃ المسک (ابن ماجہ)

پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک لعاب کی برکت سے اس کنویں سے کستوری جیسی خوشبو آنے لگی۔

یمن میں سب سے میٹھا کنواں

حضرت ہمام بن نفیل السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں یمن سے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے پانی کیلئے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی نہایت ہی کھارا اور نمکین ہے جو پینے کے قابل نہیں ہے۔

فرفع الی ادواۃ فیھا ماء فقال صبہ فیھا فصبہ فیھا فعذبت فی اعذب ماء بالیمن

مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتن دیا جس میں پانی تھا اور حکم دیا اسے کنویں میں ڈال دینا۔
جب وہ پانی ہم نے کنویں میں ڈالا تو وہ اتنا شیریں ہوگیا کہ یمن کے تمام کنوؤں سے اس کا پانی مٹھاس میں بڑھ گیا۔

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے   اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

فائدہ...... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر کمال باکمال اور بے مثال ہے لیکن کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکرین اب تک اپنے جیسے بشر کے چکر میں ہیں، لیکن یہ کبھی نہ سوچا کہ تمہاری تھوک میں بیماری اور آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن شفاء ہی شفاء، بلکہ اندھوں کو نور بخشے، بے زور کو زور دے۔ تمہاری تھوک میں گندی بُو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن میں خوشبو ہی خوشبو، تمہاری تھوک میں نفرت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن میں لذّت ہی لذت اور محبت ہی محبت۔ یہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے پوچھئے اور منکر کو کہئے ۔

معذور دار مت کہ تو اور انہ چشیدہ

﴿تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ لعابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

چہرۂ مبارک کی نورانی چمک

۱......حضرت سیّدنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیھا مسروراً تبرق اساریر و جھہ (رواہ البخاری)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسرور تھے اور پیشانی مبارک کے تمام خدوخال نور کی طرح چمک رہے تھے۔

۲......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

انہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ ضحک یتلا لا فی الجدر

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکراتے تو نور دیواروں پر چمکتا تھا۔

فائدہ......علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج ذیل الفاظ میں حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

ای یشرق نورہ علیہ اشراقاً کاشراق الشمس علیھا (جمع الوسائل، ج۲ص۱۵)

دیواروں پر نور اس طرح چمکتا جس طرح سورج کی وجہ سے دھوپ پڑتی ہے۔

۳......نہایہ ابن اثیر میں ہے:

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان اذا سرفکان وجھہ المرآۃ التی تری فیھا صور الاشیاء وکان الجدار تلاحک وجھہ ای یری شخص الجدار فی وجھہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسرور ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس آئینہ کی طرح شفاف اور مجلّٰی ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں اشیاء کا عکس حتیٰ کہ دیواریں تک بھی صاف دکھائی دیتیں۔

امام زرقانی لکھتے ہیں:

ان وجھہ ﷺ کان شدید النور حیث یقع نورہ علی الجدار اذا قابلھا (زرقانی، ج۶ص۲۱۰)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس اس قدر نورانی تھا کہ جب اس کی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اُٹھتیں۔

چہرۂ اقدس کی تابانی سے تاریک گھر کا روشن ہونا

قاضی ثناء اللہ پانی پتی شمائل محمدیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد ہوئی تو ان کا گھر روشن رہتا تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لوگوں پر اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا:

ماکنا نحتاج الی السراج یوم اخذناہ لان نور وجھہ کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنا بہ فتنورت الامکنۃ ببرکتہ ﷺ (المظہری، ج۶ص۵۲۸)

یعنی جس دن سے ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے گھر لائے ہیں اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا نور چراغ سے زیادہ مؤثر تھا۔ جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی تو ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُٹھا کر وہاں لے جاتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی۔

چہرۂ اقدس کے نور سے گمشدہ سوئی مل گئی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے اعجاز کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ایک اندھیری رات میں مجھ سے سوئی زمین پر گر پڑی۔ میں تلاش کر رہی تھی،

فکشفت عن وجہ رسول اللہ ﷺ فتبینت الابرۃ بشعاع وجہ رسول اللہ ﷺ (ابن عساکر، ج۱ص۳۲۴)

کہ اچانک رسالت مآب کے مبارک چہرہ سے نور کی شعاعیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ اس چمک کی وجہ سے مجھے گم شدہ سوئی مل گئی۔

ازالۂ وہم...... یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ یا اتفاقی امر نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کنت ادخل الخیط فی الابرۃ حال الظلمۃ البیاض رسول اللہ ﷺ (الخصائص الکبریٰ، ج۱ص۱۵۶)

میں ہمیشہ رات کی تاریکی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے نور کی روشنی میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

﴿ چہرۂ اقدس کے مزید کمالات اور تفصیل پڑھیے، فقیر کی کتاب رُخِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ﴾

خوشبوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح خوشبودار بنایا تھا کہ جس جگہ، گلی، راستے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ہو جاتا تو خوشبو سے مہک اُٹھتے۔ بعد میں گزرنے والا ہر شخص یہ محسوس کر لیتا کہ اس راہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ان راستوں پر ایسی خوشبو پاتا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے جسمِ اطہر کا حصہ تھی۔

۱......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کیفیت کا ذکر یوں کرتے ہیں:

کان رسول اللہ اذا مرفی طریق من طرق المدینۃ و جدو امنہ رائحۃ الطیب و قالو امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ھذا الطریق (الخصائص الکبریٰ، ج۱ص ۶۷)

یعنی محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اُٹھتے کہ ادھر سے اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی گزر ہوا ہے۔

۲......امام بخاری علیہ الرحمۃ تاریخ کبیر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لم یکن النبی یمرفی طریق فیتبعہ احد الاعرف انہ سلکہ من طیبہ (شفاء شریف، ج۱ص ۸۷)

یعنی آپ جس راستے سے بھی گزر جاتے بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔

فائدہ......اسی کے تحت علامہ علی محمد الجباوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، راستے سے گزرنے والا اس میں پھیلی ہوئی خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے کیونکہ ایسی خوشبو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی۔ (حاشیہ شفاء)

گزرے جس راہ سے وہ سیّد والا ہو کر ‏ ‏ رہ گئی ساری زمیں عنبرِ سارا ہو کر

لطیفہ......منکرین کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محض اپنے جیسا بشر مانتے ہیں اسی لئے اپنے اوپر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطر زیادہ استعمال فرماتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ یقیناً یہ ان کا قیاس غلط بالکل غلط ہے کیونکہ یہ مہک اور خوشبو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کی تھی نہ کہ استعمال کردہ خوشبو کی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خوشبو کے محتاج نہ تھے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو استعمال نہ بھی فرماتے تو پھر بھی یہی کیفیت رہتی۔

☆ شیخ الاسلام امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن خصوصیات سے نوازا، ان میں سے آپ کے جسمِ اطہر کا خوشبودار ہونا بھی ہے۔

کانت ھٰذہ الریح الطیبۃ فتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان لم یمس طیبا (رواہ مسلم)

یعنی مہک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کی صفات میں سے تھی اگرچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو استعمال نہ فرماتے۔

نوٹ...... منکرین کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قسم کے بے شمار خدشے پیدا کرتے رہتے ہیں صرف اس گندے عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف اور صرف ہماری طرح تھے اور بس، ہاں وہ نبی بن گئے اور ہم رہ گئے۔

پیارے بچو اور پیاری بچیو! ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر مانتے ہیں لیکن نوری بشر۔

بغل مبارک

ہر بشر کی بغل بدبودار اور اس میں گندے بال ہوتے ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بغل میں خوشبو اور پسینہ خوشبودار بھی اور نور کی طرح چمکیلا اور بغل مبارک میں بال بھی نہ تھے۔ ایک صحابی نے کہا کہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کرنے کے دوران میں نے پتھر اُٹھا کر مارا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا تو

فضمنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسال من عرق ابطہ مثل ریح المسک (الوفا، ج۲ص۲۰۸)

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک بغل سے خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے جھڑے جن کی مہک کستوری سے بڑھ کر تھی۔

مبارک پسینے کے کمالات

بہت سے صحابہ اور صحابیات کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک پسینے کو اپنے پاس محفوظ کر لیتے اور اسے بطورِ عطر استعمال کرتے۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کبھی ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے۔ ایک دن میری والدہ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ بعد میں آپ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا:

فقیل لھا ھٰذا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائم فی بیتک علیٰ فراشک

یعنی انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں۔

وہ جلدی سے گھر لوٹیں دیکھا تو واقعۃً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیلولہ فرما رہے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے پسینے کے قطرے بستر پر گر رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

جاء ت امی بقارورۃ فجعلت تسلت العرق فیھا

میری والدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مباک پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

آپ اس پر بیدار ہو گئے اور اُم سلیم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ما ھٰذا الذی تصنعین ؟ تم یہ کیا کر رہی ہو؟

عرض کیا:

ھٰذا عرقک نجعلہ فی طیبنا و ھو من اطیب الطیب

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا ہے اس لئے میں جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں۔

ایک اور روایت میں جواب کے الفاظ یہ ہیں:

نرجوا برکتہ لصبیاننا ہم اسے اپنے بچوں کو برکت کیلئے لگائیں گے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا،

اصبت (رواہ مسلم) تو نے دُرست کیا۔

فائدہ ...... بچو غور کرو کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیسے اپنے پسینہ مبارک بچوں کو لگانے کی خوشی سے اجازت مرحمت فرمائی، وہ بچے کتنے خوش بخت ہوں گے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک مَلنا نصیب ہوا ہوگا۔

☆ بخاری شریف کی روایت میں ہے:

فاوصیٰ انس ان یجعل منه فی حنوطه من ذلك السل فجعل فی حنوطه (رواہ البخاری)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک کو اس میں ضرور شامل کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فائدہ ...... جب اُم سلیم نے پسینہ مبارک حاصل کیا اس وقت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے تھے اس وقت سے یہ تبرک انہیں بھی نصیب ہوا۔لیکن اسے عام استعمال کے بجائے انہوں نے محفوظ کر کے رکھ چھوڑا ہوگا تا کہ مرنے کے بعد اسے قبر میں ساتھ لے جائیں، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

پیارے بچو! صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر اور کون عالم ہو سکتا ہے؟ ان کا عقیدہ پڑھ لیا تو تم بھی صحابیوں والے عقیدے یاد کر لو اوران پر کاربند رہو۔

پسینہ مبارک نے گھر کو عطر کدہ بنادیا

طبرانی، ابو یعلیٰ اور ابنِ عدی نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے، لیکن میرے پاس کوئی خوشبو نہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری مدد فرمائیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایتنی بقارورة واسعة الرأس وعود شجرة

ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے کر آؤ۔

وہ شخص حسبِ ارشاد شیشی اور لکڑی لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لکڑی کی مدد سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ اس شیشی میں جمع فرمایا، حتیٰ کہ وہ پُر ہو گئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خذها وامر بنتك تتطيب به اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ کہ اسے بطورِ خوشبو استعمال کرے۔ (المواہب اللدنیہ)

واللہ! جو مل جائے میرے گل کا پسینہ مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

جب وہ شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ گھر لے گیا اور اس کے گھر والوں نے اسے بطورِ خوشبو استعمال کیا تو ان کا گھر خوشبو سے مہک اُٹھا۔اس کی خوشبو صرف اسی گھر تک محدود نہ رہی بلکہ دیگر اہلِ مدینہ بھی اس خوشبو کو محسوس کرتے۔اسی وجہ سے اہلِ مدینہ اس گھر کو بیت الطیبین (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے یاد کرتے تھے۔

پسینہ کی خوشبو نسل در نسل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمارہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبینِ مبارک پر خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرات ہویدا تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ قطرے ایک شیشی میں جمع کر کے محفوظ کر لئے۔ اتفاقاً انہی دِنوں میری ایک ملنے والی خاتون کی بیٹی کی شادی ہوئی، میں نے اس شیشی میں سے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس خاتون کو بطورِ تحفہ دیئے۔ اس خاتون نے اسے بطورِ خوشبو استعمال کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو لگایا۔ اس پسینہ مبارک کی برکت سے لڑکی کے جسم کے اس حصہ سے ہمیشہ خوشبو آتی تھی جس پر پسینہ مبارک لگایا گیا تھا یعنی یہ خوشبو ساری عمر باقی رہی۔ اس کے بعد اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اس سے بھی وہی خوشبو آیا کرتی یہاں تک کہ اس لڑکی کی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اس سے وہی مہک اور خوشبو آتی۔ اس مبارک خاندان اور گھر کو اہلِ مدینہ بیت العطارین (خوشبو والوں کا گھر) کہہ کر پکارتے تھے۔ بلکہ صدیوں بعد امام قسطلانی نے ایک بچی کے جسم سے خوشبو پا کر پوچھا کہ بچی یہ عطر کہاں سے لائی؟ جواب دیا کہ میں اس خاتون کی اولاد سے ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ نصیب ہوا۔ (حاشیہ دلائل الخیرات)

اس پر اعتراض کے جوابات فقیر کے رسالہ خوشبوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھئے۔ یاد رکھئے کہ اس طرح کے واقعات احادیث میں بے شمار ہیں یعنی جزاء و سزا وراثت میں ملے۔ مثلاً جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دانت مبارک پر پتھر پھینکا، اس کے دانت جڑ سے کٹ گئے پھر اس کی اولاد کو اس کی سزا ملی کہ وہ بے دانت پیدا ہوتے۔ یونہی گرگٹ کا حال ہے کہ نسلاً بعد نسل سزا کا مستحق ہے، اس لئے کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکے ماریں۔ اس کی تفصیل کیلئے فقیر کی دو تصنیفیں پڑھئے، باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔

خونِ اقدس کے کمالات

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر نورٌ علیٰ نور ہونے کی وجہ سے خوشبوؤں کا منبع و مرکز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم کے ہر حصے سے خوشبو آتی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک میں بھی عجیب قسم کی مہک تھی۔ چند واقعات ملاحظہ کریں۔

امام حاکم، بزاز، طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ ان کی وجہ سے جو خون برتن میں جمع ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو کہیں باہر دفن کر آؤ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ خون مبارک لے کر باہر آئے تو سوچا کہ اسے کہاں دفن کروں؟ اچانک خیال آیا کہ آج تو اسے بطورِ تبرک پی ہی لینا چاہئے کیونکہ ایسا موقع شاید دوبارہ نہ آئے۔ آپ نے یہ سوچ کر وہ خون پی لیا۔

فبلغ رسول اللّٰہ فعلہ فقال اما انہ لا تصیبہ النار (شرح الشفاء، ج ا ص ۱۶۱)

یعنی رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عبداللہ بن زبیر کے جسم کو (جہنم کی) آگ نہیں جلا سکتی۔

خونِ اقدس شہد سے میٹھا تھا

مشہور تابعی امام شعبی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:

فقیل لا ابن الزبیر کیف وجد طعم الدم

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ بتایئے آپ کے خون کا ذائقہ کیسا تھا؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اما الطعم فطعم العسل و اما الرائحۃ فرائحۃ المسک (زرقانی علی المواہب، ج ۴ ص ۲۶۶)

یعنی ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی۔

تا دم زیست خوشبو مہکی

امام قسطلانی کتاب الجواہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون کے حوالے سے لکھتے ہیں:

لما شرب عبد اللّٰہ بن زبیر دمہ تضوع فمہ مسکا

و بقیت رائحۃ موجودۃ فی فمہ الی ان صلب (شرح شفاء، ج ا ص ۱۶۱)

یعنی جب سے عبداللہ بن زبیر نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون مبارک نوش کیا اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی حتیٰ کہ وہ خوشبو ان کے منہ میں سے اس دن تک آتی رہی جب ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔

مزید کمال

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا یہ کمال تھا کہ جسمِ اطہر اس طرح کا خوشبودار تھا کہ اگر کسی بھی شخص کا جسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مس ہوجاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہوجاتی مثلاً اگر کسی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہوتی۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کے جسم پر دستِ شفقت پھیرا تو اس کے جسم سے خوشبو آتی رہتی۔ جس بچے کے سر پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتے وہ اس کی برکت سے آنے والی خوشبو کی وجہ سے اس طرح دوسروں سے ممتاز ہوجاتا، پھر ہر کوئی کہتا کہ اس کے سر پر رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا ہے۔

اس قسم کے واقعات آئندہ اوراق میں آئیں گے (ان شاءاللہ تعالیٰ) یہاں صرف ایک حوالہ پڑھیے۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کیا یا میرا جسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے ساتھ مَس ہوا تو میں اپنے ہاتھوں اور جسم میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو پاتا۔

لقد کنت اصافح رسول اللہ اویمس جلدی ج لدہ' فاتعرف

بعد فی یدی و انہ لا طیب رائحۃ من المسك (محمد رسول اللہ، ص۱۹)

یعنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ مصافحہ یا جسم کیساتھ مَس کرنے کے بعد ایسی خوشبو محسوس کرتا جو کستوری سے بڑھ کر ہوتی۔

کُنواں خوشبو سے مہک اُٹھا

مسندِ احمد میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والدِ گرامی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پانی کا ڈول حاضر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ڈول سے پانی نوش فرمایا اور اسکے پانی کیساتھ کلی فرما کر پانی کنویں میں ڈالا۔ بس کلی کے پانی کے کنویں میں ڈالنے کی دیر تھی کہ تمام کنواں خوشبو سے مہک اُٹھا۔

خون کی برکت سے جہنم سے آزادی

امام ابنِ حبان نے سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ ایک دفعہ ایک قریشی نوجوان نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے۔ جب وہ پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو آپ کا مبارک خون لے کر دیوار کی پچھلی طرف چلا گیا۔

فنظر یمیناً وشمالاً فلم یر احد فحسا دمه

دائیں اور بائیں دیکھا کہ کوئی آدمی دیکھ تو نہیں رہا اس کے بعد اس نوجوان نے خون مبارک پی لیا۔

خون پی لینے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا چہرہ دیکھ کر فرمایا:

ویحك ما صنعت بالدم ؟ تو نے خون کے ساتھ کیا کیا؟

اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے اسے دیوار کے پیچھے غائب کردیا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

این غیبته؟ کہاں غائب کیا؟

عرض کیا:

یارسول اللّٰه نفست علی دمك ان اهریقه فی الارض فهو فی بطنی

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کے مبارک خون کی تعظیم کا تقاضا تھا
کہ اسے زمین پر نہ بہاؤں لہٰذا میں نے اسے اپنے پیٹ میں غائب کردیا۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو یہ خوشخبری سنائی:

اذهب فقد احرزت نفسك من النار (المواہب، ج۱ص۲۸۴)

جا تُو نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ کرلیا۔

امام زرقانی علیہ الرحمۃ اس پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

لان دمه لا تمسه النار وقد مازج لحمه دمه (زرقانی علی المواہب، ج۴ص۲۳)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خون مبارک کو جہنم کی آگ مس نہیں کرسکتی چونکہ اس نوجوان کے جسم میں
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون مبارک شامل ہوچکا تھا اس لئے اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہوئی۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

پیارے بچو اور بچیو! اس واقعہ سے نور و بشر کا مسئلہ واضح ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر نہیں بلکہ نوری بشر ہیں کیونکہ وہ علم رکھتے تھے کہ عام بشر کا خون نجس ہوتا ہے لیکن انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام بشر نہیں نوری بشر جان کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون اقدس پیا۔ تبھی تو پی کر بتایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون اقدس شہد سے میٹھا اور خوشبودار یعنی معطر و معنبر تھا جیسے پہلے گذرا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خون اقدس نے جنّتی بنادیا

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ گرامی حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لب مبارک زخمی ہوا اور اس سے خون بہنے لگا تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شدّتِ جذبات سے رہا نہ گیا اور انہوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنا منہ مبارک ہونٹوں پر رکھ کر خون چوسنا شروع کردیا اور اتنا چوسا کہ ہونٹ مبارک سفید ہوگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے مالک! چھوڑ دو ایسا نہ کرو۔ اس پر اُس محبِّ صادق نے عرض کیا:

یا رسول اللہ لا و اللہ لا امجدہ ابداً

پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اس نعمت کو کیسے چھوڑ دوں۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس نے یہ عمل فقط میری محبت میں کیا ہے تو خوش ہوئے اور فرمایا،

من اراد ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الیٰ ھذا (المواہب اللدنیہ، ج ۱ص ۲۸۴)

جوشخص چاہتا ہے کہ وہ کسی جنّتی کو دیکھے وہ اس نوجوان کو دیکھ لے۔

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:

من سرہ ان ینظر الی رجل خالط دمی دمہ فلینظر الی مالك بن سنان (زرقانی، ج ۴ص ۲۳)

یعنی جو شخص خواہش رکھتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل چکا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

ازالۂ وہم ...... امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک خون پی لیا تھا مگر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے بارے میں **ویل لك** اور حضرت مالک بن سنان کے بارے میں **لا تمسك النار** کے الفاظ فرمائے۔ دونوں کا عمل ایک تھا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کے بارے میں مختلف الفاظ کیوں فرمائے؟ اس کی کیا حکمت تھی؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے دونوں کے مستقبل کے احوال کے پیشِ نظر یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔ چونکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں مشکلات آنا تھیں اسلئے آپ نے افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے ان کی مشکلات کی طرف اشارہ کیا اور مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ اسی دن غزوہ میں شہید ہو جانا تھا اسلئے انہیں جنت کی بشارت دی۔ (نسیم الریاض، ج۱ ص۳۴۸)

فائدہ ...... پیارے بچو اور پیاری بچیو! ان واقعات سے اہلسنّت کا عقیدہ واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے جملہ حالات کو جانتے تھے اسی کو علمِ غیب کہا جاتا ہے، نیز ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کے عقیدہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نوری بشر ہیں کی تصدیق بھی فرمائی بلکہ مہر ثبت فرمائی ورنہ انہیں خوشخبری نہ سناتے بلکہ فرماتے کہ تم نے خون پیا اور عام بشر کا خون نجس ہوتا ہے آئندہ ایسا نہ کرنا اور ساتھ ہی منہ بھی دھلواتے وغیرہ وغیرہ۔

فضلاتِ اقدس

پیارے بچو اور پیاری بچیو! ہم سب کو معلوم ہے کہ ہر بشر کے فضلات (پاخانہ، پیشاب، خون، ناک کی رینٹھ، کھنگار، تھوک وغیرہ) بعض تو نجس اور غلیظ اور ان سے نفرت بلکہ ان میں بیماری وغیرہ ہے، لیکن ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ اشیاء پاک بلکہ بیماریوں سے شفاء بلکہ جسے نصیب ہوتیں انہیں جنت کی سند مل گئی، چند نمونے حاضر ہیں۔

☆ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ کے فضلات شکم معطر ومعنبر تھے اور خارج ہوتے ہی زمین نگل لیتی تھی۔

سوال...... یہ احادیث موضوع ہیں ان کو بیان کرنا بھی گناہ ہے۔

جواب (۱)...... حضرت علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس بارے میں صرف ایک سند موضوع ہے بلکہ صحیح ہیں چنانچہ فرمایا:

ان الحکم علیہ بالوضع خاص بتلک الطریق دون بقیۃ الطرق (جمع الوسائل، ج ۲ ص ۲)

ابنِ علوان کے لحاظ سے اسے موضوع قرار دیا گیا ہے دوسرے طرق کے لحاظ سے یہ موضوع نہیں ہے۔

جواب (۲)...... حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے الخصائص الکبریٰ میں اس کے دیگر سات طرق کا بھی بیان کیا ہے۔

جواب (۳)...... امام دار قطنی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کی ہے:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راك تدخل الخلاء ثم تجئی الرجل یدخل بعدك فما یری لما خرج منہ اثرا

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دیکھتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں آپ کے بعد وہاں داخل ہونے والے شخص کو کوئی شے نظر نہیں آتی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما علمت ان اللہ امر الارض ان تبتلع ما خرج من الانبیاء

یعنی اے عائشہ! تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو کچھ خارج ہو اسے نگل جائے۔

حکایت

حضرت علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ اور امام زرقانی علیہ الرحمۃ ایک صحابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے موقع پر رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت الخلاء رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے، جب آپ باہر تشریف لائے تو بعد میں، میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی شے نہیں۔

و رأيت في ذالك الموضع ثلاثه احجار اللتي انجي بهن فاخذ تهن فاذا بهن يفوح منهن روائح المسك فكنت اذا جئت يوم الجمعة المسجد اخذتهن في كمي فتغلب رائحتهن روائح من تطيب و تعطر

ہاں میں نے وہاں تین ایسے پتھر پائے جن کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا تھا۔ میں نے ان کو اُٹھایا تو ان سے کستوری کی طرح خوشبو آرہی تھی۔ میں انہیں جمعہ کے دن مسجد میں اپنی جیب میں لے کر آتا، ان کی خوشبوان تمام خوشبوؤں اور عطروں پر غالب آجاتی جو دوسرے لوگ لگا کر آئے ہوتے۔

فائدہ...... امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے اس روایت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

فالمعنىٰ وجدتهن عطراً مبالغة كان عينهن انقلبت من الحجرية الى العطرية

میں نے ان کو اس طرح سراپا عطر پایا گویا پتھر اپنی ماہیت بدل کر عطر کی ماہیت اختیار کر چکے تھے۔ (زرقانی علی المواہب، ج۴ص۲۲۸)

انتباہ...... ماہیات کا بدلنا ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ایک معمولی کمال ہے۔

ستون جو کھجور کا ایک سوکھا تنا تھا اسے جان بخشی اور مدینہ پاک کو یثرب سے طیبہ بنایا۔

☆ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اذا اراد ان يتغوط انشقت الارض فابتلعت غائطه و بوله وفاحت لذلك رائحه طيبة (الشفاء، ج۱ص۸۸)

یعنی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بول و براز کو نگل جاتی، وہاں سے خوشبوؤں کے حلّے آتے۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

چوں آنحضرت می خواست تغوط کند یعنی قضائے حاجت نماید شگافتہ میشد زمین وفرو می برد بول

وراو فائح میشد ازاں بوئے خوش مطلع نمیشد برانچہ بیروں می آمد ازوے ہیچ بشرے۔ (مدارج، ج ۱ص ۲۵)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک فضلہ کا اثر کسی نے زمین پر نہیں دیکھا،

زمین پھٹ جاتی تھی اور اسے نگل جاتی اور اس مقام سے ہر کوئی خوشبو کی مہک پاتا۔

درسِ عبرت...... پیارے بچو اور پیاری بچیو! غور کرو کہ عالم اسلام کے جملہ علماء کرام تو دلائل سے ثابت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات مقدس طاہر و مطہر بلکہ معطر معنبر ہیں لیکن منکرین کمالات یعنی وہابی دیوبندی بضد ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں صرف نبوت کا فرق ہے اور بس! اس سے سوچئے کہ یہ لوگ کون اور کیا ہیں؟ فقیر اویسی غفرلہ سے پوچھئے یہ ہیں خوارج و منافقین کے وارث۔

مزید یک نہ شد سہ شب...... نہ صرف فضلات مبارکہ معطر و معنبر اور طاہر و مطہر تھے بلکہ برکات اور شفائے امراض کے بے بہا خزانہ چنانچہ احادیث میں متعدد ایسے واقعات بھی ہیں کہ بعض صحابہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارک کو استعمال کیا، جس کی وجہ سے ان کے اجسام کو مختلف برکات نصیب ہوگئیں۔ چند واقعات حاضر ہیں۔

☆ مشہور صحابیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا۔ مجھے پیاس محسوس ہوئی، میں اُٹھی:

فشربت ما فیها و انا لا اشعر انه بول لطیب رائحته (المواہب مع زرقانی، ج ۴ص ۲۲۱)

یعنی میں نے اس پیشاب کو پانی سمجھ کر پی لیا وہ اپنی پیاری پیاری مہک کی وجہ سے مجھے پیشاب محسوس تک نہ ہوا۔

صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ فلاں برتن میں پیشاب ہے اسے باہر پھینک دو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اسے میں نے پانی سمجھ کر پی لیا ہے۔

فضحك رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حتى بدت نواجده' ثم قال والله لا ييجعن بطنك ابدا

یہ سن کر رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں

اور پھر فرمایا اے ام ایمن! آج کے بعد تیرے پیٹ کو بیماری لاحق نہ ہوگی۔ (اشرف الوسائل الی فہم الشمائل، ص ۷۷)

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ...... پیارے بچو اور پیاری بچیو! اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی معمولی عورت نہیں، صحابیہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مُربیہ (تربیت کنندہ) بھی ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پی گئیں۔ حق تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے اس فعل سے خفا ہوتے ان کا منہ دھلواتے اور آئندہ ایسے عمل سے روکتے بلکہ اُلٹا خوشخبری سنائی کہ بیماریوں سے ہمیشہ محفوظ ہوگئی اور نوید جنت سوا۔ بلکہ اس فعل سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ہی خوش ہوئے۔ اس میں ہم اہلسنت کو مژدہ سنادیا کہ تم وفادار اُمتی ہو کہ تم میرے کمالات سے ایمان تازہ کرتے ہو اسی لئے میں تم پر ایسے خوش ہوں جیسے اُم ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر۔

☆ ام المؤمنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ ام یوسف برکت نامی خاتون نے بھی اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک پیشاب پی لیا۔ جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ام یوسف فما مرضت قط حتی کان مرضها الذی ماتت فیه (الخصائص الکبریٰ)

اے ام یوسف! تجھے کوئی مرض لاحق نہ ہوگا سوائے اس مرض کے کہ جس سے تیری موت واقع ہوجائے۔

فائدہ...... قاضی عیاض علیہ الرحمۃ مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

و حدیث هذه المراه التی شربت بوله صحیح (الشفاء، ج ا ص ۹۰)

یہ حدیث جس میں اس خاتون کے پیشاب مبارک پینے کا ذکر ہے صحیح ہے۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

حدیث شرب البول صحیح رواه الدار قطنی و قال هو حدیث حسن صحیح (المواہب، ج ا ص ۲۹۰)

یہ حدیث صحیح ہے، امام دارقطنی نے روایت کرکے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

☆ طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ برہ نامی خاتون نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بول مبارک پیا تھا۔ جس پر رحمتِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خاتون آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگی۔

فضلات مبارکہ تبرک

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مذکورہ روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بول مبارک بطورِ تبرک بھی صحابہ نے استعمال کیا۔

وروی انہ کان یتبرک ببولہ و دمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (المواہب، ج ۱ ص ۲۸۴)

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بول اور خون مبارک کو بطورِ تبرک استعمال کیا جاتا تھا۔

فائدہ......شارح مسلم امام نووی علیہ الرحمۃ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان بولہ و دمہ یتبرک بھما (تہذیب الاسماء، ج ۱ ص ۴۲)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بول اور خون کو متبرک سمجھا جاتا تھا۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام ابو یحییٰ زکریا الانصاری الشافعی روض الطالب میں رقم طراز ہیں:

وکان یتبرک و یستشفی ببولہ و دمہ (شرح روض الطالب، ج ۳ ص ۱۰۶)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک خون اور بول کو بطورِ تبرک استعمال کیا جاتا اور اس کی برکت سے بیماروں کو شفاء نصیب ہوئی۔

فضلات مبارکہ طیّب و طاہر

اکثر ائمہ مذاہب اور محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارکہ دیگر لوگوں کی طرح نہیں بلکہ وہ سراسر معطر و معنبر تھے۔ اس پر فقیر کی تصنیف الدلائل القاھرہ فی ان فضلات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طیبہ و طاہر (فضلاتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک ہیں) کافی ووافی ہے۔

دریا بہا دیئے ہیں

☆ ایک دفعہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں چھوٹے سے برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔

فادخل یده فی الاناء ثم قال حتی علی الطهور المبارك والبركة من الله و لقد رأیت الماء

ینبع من بین اصابع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (رواہ البخاری)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پانی میں دستِ اقدس رکھ کر فرمایا، آؤ وضو کرو، پیو۔ یہ برکت والا پانی اللہ عزّ وجل کی طرف سے ہے اور میں نے دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک اُنگلیوں میں سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفر کا حسین منظر بیان کرتے ہیں کہ ۶ھ میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرہ کے اِرادے سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ مقامِ حدیبیہ پر قافلے نے پڑاؤ کیا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے حدیبیہ کا کنواں خشک ہوگیا۔ قافلہ کے شرکاء پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لوٹے کے برابر برتن میں پانی موجود تھا۔

فوضع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی الاناء فجعل الماء یفور بین اصابعه

کا مثال العیون قال فشربنا و توضأنا (رواہ البخاری)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ ہم سب نے اس سے پانی پیا اور وضو کیا۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اس وقت آپ کتنے افراد تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اتفاقاً پندرہ سو تھے۔ اگر وہاں ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تب بھی پانی کم نہ ہوتا۔

☆ عاشقوں کے امام، امام احمد رضا خان مجدد زمان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں ؎

انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ!

چاند دو ٹکڑے ہوا

کفارِ مکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) جادوگر کہتے تھے۔ جب انہیں علم ہوا کہ جادو کا اثر اجرام فلکی پر نہیں ہوسکتا تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے اور نبوت کی نشانی طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم کیا چاہتے ہو؟ ابوجہل نے کہا، اگر آپ چاند کے دوٹکڑے کردو تو ہم آپ کو نبی تسلیم کرلیں گے۔

فاشار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسبابتہٖ الی القمر فانشق القمر (البدایہ، ج۶ص۷۷)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مبارک اُنگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دوٹکڑے ہوگیا۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

تیری مرضی پاگیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

چاند جھک جاتا جدھر

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن میں جھولے میں تھے تو میں نے ایک ایسی بات دیکھی تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے چچا جان وہ کیا بات تھی؟ میں نے عرض کیا،

رأیتك فی المهد تناغی القمر و تشیر الیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گہوارے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کررہے تھے۔
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُنگلی جس طرف حرکت کرتی چاند اسی طرف جھک جاتا۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، چچا!

کنت احدث و یحدثنی و یلهینی عن البکاء (الانوار المحمدیہ، ص۴۶)

یعنی میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ؎

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سخیوں کا سرتاج (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجود الناس کفا (ابن سعد، ج۱ص۴۱۲)

محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ مبارک سب سے زیادہ سخی تھی۔

واقعۃً اس کائناتِ ہست و بود میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق فقراء، مساکین، بیوگان اور محتاجوں پر جس طرح خرچ فرمایا، اس کی مثال نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی واحد ہستی ہے جس کی زبان پر کسی سائل کے سوال پر لا (نہیں) کبھی نہیں آیا۔

سخاوت کا کیا کہنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

ما سئل رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قط فقال لا (رواہ مسلم)

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے مانگا ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار فرمایا ہو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ؎

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دشمن بھی مان گئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں **صفوان بن امیہ** نے سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں دے دیں۔ وہ واپس اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم! مسلمان ہوجاؤ، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اتنی عطا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے فقر کی فکر ہی نہیں۔

حضرت سعید بن مسیب، صفوان بن امیہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں:

لقد اعطانی رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اعطانی و انہ لا بغض الناس الی فما برح یعطینی انہ لا حب الناس الی

یعنی مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوب عطا فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مجھے نہایت ہی ناپسند تھی مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اتنا عطا فرمایا کہ مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں سے محبوب ہو گئے۔

نور گر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

پیارے بچو اور پیاری بچیو! اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورٌ علیٰ نور ہیں نہ صرف نور بلکہ اللہ تعالٰی کی عطا سے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور گر بھی ہیں، چند حوالے حاضر ہیں:۔

۱......حضرت ابو العلاء رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قتادہ بن ملحان کے چہرے پر دستِ اقدس پھیرا تو ان کے چہرے میں اتنی چمک پیدا ہوگئی کہ اس میں اشیاء کا عکس اس طرح دکھائی دیتا جس طرح کسی آئینے میں دکھائی دیتا ہے۔

فکان بوجھہ بریق حتی کا ینظر فی وجھہ کما ینظر فی المراۃ (الشفاء، ج ا ص ۲۲۰)

یعنی ان کا چہرہ اس طرح چمکدار اور شفاف ہوگیا کہ اس سے آئینے کی طرح اشیاء کا عکس دیکھا جاسکتا تھا۔

۲......حضرت علاء بن عمیر کا بیان ہے کہ میں قتادہ بن ملحان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان سے کافی دور ایک شخص کا گزر ہوا۔

فابصرتہ فی وجہ قتادہ (رواہ احمد فی مسندہ)

یعنی میں نے اس کا عکس قتادہ کے چہرے پر دیکھا۔

۳......حضرت حیان بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال کے موقعہ پر موجود تھا۔

فمرت امرأۃ افرایئتھا فی وجھہ کما اراھا فی المرأۃ (محمد رسول اللہ، ص ۳۸۳)

ان کی بیوی ان کے پاس سے گزری، میں نے اس کا عکس آپ کے چہرہ میں اس طرح دیکھا جس طرح آئینے میں دیکھتا ہوں۔

ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت اُسید بن ابی یاس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ان کے چہرے پر جب سے رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس پھیرا تھا ان کا چہرہ اتنا روشن اور پُر نور ہوگیا تھا۔

فکان اسید یدخل البیت المظلم فیضئی (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۳۳۸)

یعنی اگر وہ کسی تاریک گھر میں داخل ہوتے تو ان کے چہرے کے نور سے وہ گھر روشن ہوجاتا۔

ایک اور کمال

ایک عام مشاہدہ ہے اور تجربہ بھی کہ انسان کے چہرے پر عمر کے حساب سے تغیرات آتے ہیں، جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے چہرے کا وہ حسن وجمال باقی نہیں رہتا جو عالمِ شباب میں ہوتا ہے۔لیکن وہ صحابہ جن کے چہرے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ شفقت پھیرا، ان کا چہرہ تمام عمر اسی طرح تروتازہ رہا جس طرح اس وقت تھا۔

۱......مشہور صحابی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

فمسح النبی وجهه فما زال وجهه جديدا حتى مات (الخصائص، ص۲۸۴)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر دستِ اقدس پھیرا جس کی برکت سے ان کا چہرہ موت تک تروتازہ رہا۔

۲......حضرت ابوزید عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے زینت بخش۔ان کی عمر ایک سو سال سے زائد ہوئی مگر نہ تو انکی داڑھی سفید ہوئی اور نہ ہی ان کے چہرے پر ایک ذرا سی بھی شکن پڑی، بلکہ نوجوانوں کی طرح چہرہ صاف اور روشن رہا۔ (البدایہ، ج۶ ص۱۶۶)

کالے بال

آجکل سفید بالوں کو سیاہ کرنے (کالا خضاب) کا رواج پڑ گیا ہے یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے سفید بالوں کو سیاہ کر دیا اور وہ ہمیشہ تک نہ کہ چند لمحات۔

۱...... حضرت مدلوک فرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر سفید ہوگیا مگر کچھ حصہ سیاہ ہی رہا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا، جب میں دامنِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ ہوا تو آپ نے میرے لئے دعائے برکت فرمائی اور میرے سر پر اپنا دستِ رحمت پھیرا۔ سر کا وہ حصہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے مس کیا وہ سفید نہیں ہوا بلکہ سیاہ رہا۔ (الاصابہ)

۲...... حضرت عطاء سے مروی ہے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کی ریش مبارک سفید ہے مگر تمام سر کے بال سیاہ۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے آپ کا سر سفید نہیں ہوا؟ وہ کہنے لگے میرا سر کبھی بھی سفید نہیں ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک دن بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔

فلم فرددت عليه السلام، فدعاني فقال ما اسمك؟ فقلت السائب بن يزيد فوضع يده ﷺ علىٰ رأسي و قال بارك الله فيك فلا يبيض موضع يد رسول الله ﷺ (رواہ الطبرانی)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام فرمایا، میں نے آپکے سلام کا جواب عرض کیا، اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور نام پوچھا، میں نے نام سائب بن یزید بتایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر رکھ کر دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔ پس وہ مقام جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا تھا وہ کبھی سفید نہیں ہو سکتا۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

پیارے بچو اور پیاری بچیو! اس واقعہ سے اہلسنّت کے کچھ عقائد ثابت ہوئے:۔

- ☆ بزرگوں کے ادب سے دنیا و آخرت کی بے شمار برکات نصیب ہوتی ہیں۔
- ☆ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منجانب اللہ مختار و ماذون ہیں کہ جو چاہیں کر دیں۔
- ☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں تبھی تو حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہاں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگا ہے وہ سر کا حصہ کبھی سفید نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا، کسی نے کیا خوب کہا ؂

تیرے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی

سراقہ بن مالک کی کہانی

سراقہ بن مالک کو کافروں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے لالچ دے کر بھیجا تھا وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شبِ ہجرت تلاش کرتے کرتے کہیں سے دیکھ لیتے ہیں۔ وہ سو اُونٹوں کے لالچ میں نکلا ہوا تھا اور قریش نے اس شخص کا انعام مقرر کیا تھا جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) زندہ گرفتار کرکے یا شہید کرکے آپ کا سر مبارک انہیں پیش کرے۔ سراقہ کوشش کرتا ہے کہ قافلۂ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پالے مگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور اسکے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ وہ جب آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا گھوڑا مع اس کے زمین پر گر پڑتا ہے اور ریت میں دو دفعہ اس کے چاروں پاؤں دھنس جاتے ہیں، تیسری دفعہ جب قریب تھا کہ ریگستان اسے اور اس کے گھوڑے کو نگل لے، مگر اس وقت اسے سمجھ آجاتی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مامون ومحفوظ ہیں اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ حال دیکھ کر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کرتا ہے۔ نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی فریاد قبول کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا کرتے ہیں تو وہ اپنے گھوڑے سمیت صحیح وسالم ریگستان کے وسط سے نکل جاتا ہے اور اس مبارک قافلہ سے آکر مل جاتا ہے اور اپنا قصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سناتا ہے اور انہیں ایک عہد نامہ عطا کرنے کی درخواست کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان کو سارے جہاں پر غلبہ عطا کرے، تو وہ یہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوسکے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے خوشخبری دیتے ہیں اور کسریٰ کے کنگن پہنانے کا اس سے وعدہ فرماتے ہیں۔ (جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ سچا ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں سراقہ کو کسریٰ کے کنگن، اس کا تاج اور اس کی پٹی پہنائی۔ (السیرۃ النبوۃ) چنانچہ سراقہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے کیلئے مکہ واپس آتا ہے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی مشرکین کو دھمکی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھتا ہے ؎

ابا حکم واللّٰہ لو کنت شاھداً	لامر جوادی از تسوخ قوائمہ
علمت ولم تشکک بان محمداً	رسول ببرھان ضمن ذا یقاومہ
علیك بکف القوم عنہ فانی	اری امرہ یوماً ستبد و معالمہ

اے ابوحکم (ابوجہل کی کنیت) بخدا میرے گھوڑے کو جو معاملہ پیش آیا جب کہ اس کے سُم زمین میں دھنس رہے تھے، اگر تو اس کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا تو تُو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ بے شک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معجزہ دے کر بھیجے گئے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ متعدد معجزات و کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مشتمل ہے چند ایک کی فقیر نشاندہی کرتا ہے:۔

۱......حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید یا اسیر کرنے لیکن نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اسیرِ زُلفِ نبی بنا دیا۔

۲......رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہے ۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

۳......حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم زمین پر بھی چلتا ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین کو سراقہ کے نگلنے اور اُگلنے کا حکم فرمایا تھا۔

٤......رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و اختیارات دیکھ کر ہی اعدائے اسلام اور کفار و مشرکین کو دولتِ ایمان نصیب ہوتی۔ آج اُلٹا حال یہ ہے کہ ایسے کمالات ماننے پر فتوائے کفر و شرک۔

۵......حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے جملہ حالات کے ذرّہ ذرّہ سے آگاہ ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی نوید سنائی ویسے ہی ہوا۔ اس کے تفصیلی حالات کیلئے پڑھئے فقیر کا رسالہ پرویز کا بُرا انجام۔

ام معبد اور ان کا شوہر

ام معبد نے اپنے شوہر سے کہا، میں نے ایک شخص دیکھا جس کا رُخ انور صاف وشفاف اور روشن وتاباں تھا۔ نحافت کے عیب سے مبرا تھا، نہ ہی بالکل نحیف ونزار اور نہ ہی پھولے ہوئے جسم والا، انتہائی خوبرو وخوش رنگ، آنکھیں سیاہی مائل، لمبی لمبی پلکیں، بھاری آواز والا، گردن طویل، داڑھی گھنی، پلکیں لمبی، قوس کی طرح مڑی ہوئی اور آپس میں متصل، خاموش رہے تو پروقار، بات کرے تو اظہار عظمت ہو اور حسن ودلکشی چھا جائے۔ دُور سے دیکھنے والے کو ساری دنیا سے بڑھ کر حسین وجمیل لگے اور قریب والے کو صاف ستھرا اور خوش نما نظر آئے۔ شیریں کلام، واضح بیان، نہ ہی باتونی اور نہ ہی کم گو، اس کی گفتگو موتی کی وہ لڑیاں، جن کے موتی ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہوں۔ نہ دراز قامت نہ پست قامت، دو تر وتازہ ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی جو تینوں سے بڑھ کر دلکش، سب سے اعلیٰ مرتبت، ساتھی ایسے جو ہمہ وقت حاضر خدمت، اگر بولے تو اس کے بول سننے کیلئے وہ سبھی چپ سادھ لیں، حکم دے تو سر آنکھوں پر اور اسی کی تعمیل میں چاق وچوبند، ایسے ساتھیوں سے گھرا رہنے والا جو تابع فرمان، ترشروئی سے خالی اور واہی تباہی سے منزہ۔

جونہی ابو معبد کی بیوی کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تو وہ پکار اُٹھا بخدا یہ تو قریش کی وہی شخصیت ہے جس کے معاملہ کے بارے میں مکہ میں ہمیں بتایا گیا تھا، میں نے ان کی رفاقت کا اب پختہ عزم کرلیا ہے۔ اگر مجھے میسر ہوا تو میں یہ ضرور کروں گا۔ چنانچہ مکہ میں آواز بلند ہوئی وہ آواز تو سن رہے تھے مگر یہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ آواز والا کون ہے؟ اور وہ یہ کہہ رہا تھا، 'سارے لوگوں کا پالنہار دونوں ساتھیوں کو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ ان دونوں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا، اے ام معبد خیمے میں داخل ہو، وہ کامیاب ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمدم ہوا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کو دیکھ کر دونوں (ام معبد اور اُن کا شوہر) مسلمان ہو گئے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعات میں بہت سے کمالات ومعجزات مذکور ہیں۔ فقیر نے صرف ان کے اور ان کے شوہر کے اسلام لانے اور ان کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کے اعتراف کا ذکر کیا ہے، تاکہ پیارے بچے اور بچیاں سمجھیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے کریم تھے کہ غیر لوگ محض زیارت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام بے دام بن جاتے، انگریزوں کا یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، محض بکواس ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظرِ کرم اور اخلاق کریمانہ سے پھیلا ہے۔

باب نمبر-۲ عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعات

﴿ بچو اور بچیو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں کے قصے، کہانیاں اور واقعات سنائے جائیں تاکہ ان کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذبہ پیدا ہو ﴾

(۱) فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ما کان احد احبّ الی من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا اجل فی عینی و ما کنت اطیق ان املاء عینی منہ اجلالا لہ حتی لو قیل لی صفہ ما استطعت ان اصفہ (رواہ مسلم)

یعنی کوئی شخص بھی مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ پیارا نہیں تھا اور نہ ہی میری نظر میں کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بڑا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقار کے باعث میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ میں آنکھیں بھر کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ سکوں۔ یہاں تک کہ اگر مجھے کہا جائے کہ ذرا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات تو بیان کیجئے تو میں کماحقہ بیان نہیں کر سکتا۔

(۲) حضرت زید ابن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کیا کہ جب اہل مکہ نے زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادہ سے حرم کعبہ سے نکالا (آپ جنگ رجیع میں گرفتار ہوئے تھے) تو ابوسفیان بن حرب نے (جو اس وقت تک مشرک تھے) آپ سے یوں کہا، اے زید میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس وقت تیری بجائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس موجود ہوتے اور ہم (معاذ اللہ) ان کو قتل کر دیتے اور تو اپنے گھر والوں میں خوشیاں منا رہا ہوتا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے بخدا مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب جس جگہ قیام پذیر ہیں آپ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے اور میں صحیح سالم اذیتوں سے بچ کر اپنے گھر والوں میں لوٹ جاؤں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا، میں نے لوگوں میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں دیکھا جو کسی سے اتنی محبت رکھتا ہو جتنی محبت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب کو آپ کے ساتھ ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے جن کے پاس ان کے بیٹے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی خبر لے کر آئے وہ گڑگڑاتے ہوئے چلا اُٹھے:

اللھم اذھب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمّد احدا فاستجاب اللہ لدعوتہ و کف بصرہ

اے اللہ! میری بینائی واپس لے لے تاکہ میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہ دیکھ سکوں،

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی بینائی جاتی رہی۔ (المواہب، ج۶ ص۲۹۶)

ایسے ہی عشاق کی غیرت کی ترجمانی یوں کی گئی ہے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم ۔۔۔ گوش را نیز حدیث توشنیدن ندہم

مجھے اپنی آنکھ سے بھی غیرت ہے کہ اسے آپ کا چہرہ دیکھنے نہ دوں،
یونہی کان سے بھی غیرت ہے کہ اسے آپ کی گفتگو سننے دوں۔

اہل مدینہ کا ترانہ

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد قبا سے شہر مدینہ تشریف لا رہے تھے تو بچوں اور بچیوں اور اہل مدینہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد پر یہ ترانہ پڑھا ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع　　وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع　　جئت شرفت المدینۃ مرحبا یا خیر داع

وداع کی گھاٹیوں سے چاند ہم پر طلوع ہو گیا ہے جب تک کوئی بھی پکارنے والا اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے

ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔ اے وہ ہستی جو ہم میں نبی بنا کر بھیجی گئی ہو آپ ایک ایسا حکم (دین) لائے ہیں

جس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ آپ تشریف لائے ہیں اور اپنے وجود مسعود سے مدینہ منورہ کو شرف بخشا ہے۔

اے سب سے اچھے دعوت دینے والے ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

بلا شک وشبہ یہ وہ ترانہ ہے جو جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس سنا۔ اس کا شمار عقلمندوں میں سے ہے جو اس کے سننے کے وقت یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ بعینہٖ وہی ترانہ انہیں کلمات کے ساتھ سن رہا ہے جن کلمات کیساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو سنا تھا۔ چودہ سو صدیوں سے زیادہ عرصہ گزرا ہے جبکہ مسلمان اس معزز مدینہ منورہ آنے والے اور اس کے رفیق صدیق کے استقبال کیلئے اپنے گھروں سے نکلے تو پہلی دفعہ یہ نغمہ مہاجرین و انصار کے گلوں سے نکلا تھا۔ وہ لا الہ الا اللہ کا وِرد کر رہے تھے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ رہے تھے اور یہ کلمات دُہرا رہے تھے۔

اللہ اکبر جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ اکبر جاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ اکبر جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اللہ اکبر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اللہ اکبر جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

اللہ اکبر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

عُشاقِ مدینہ کے استقبال کا منظر

وہ بڑے خوش تھے، نازاں و فرحاں تھے۔ اپنے آپ کو قوی و توانا سمجھ رہے تھے۔ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے اور اس پر اللہ عزّ وجل کا شکر ادا کر رہے تھے کہ جس ذات جل وعلا نے آپ کے وجود مسعود سے ان کے مدینہ کو برکت دی اور انکی سرزمین کو شرف بخشا ہے اس حیثیت سے کہ اس کو سب سے بڑی آسمانی رسالت جس سے انسانیت اپنی طویل تاریخ کے دوران کبھی بھی آشنا نہ ہوئی ہو کے حامل کی پناہ گار اور قوت ونصرت کا منبع و مرکز بنایا۔ اس ترانے کے کلمات نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے اور ان کی اعلیٰ وارفع رسالت پر ایمان رکھنے والے دِلوں کو نئے قالب میں ڈھال دیا۔

یہ کلمات خوشی کیساتھ چمکتے دمکتے اور کستوری جیسی خوشبوؤں کیساتھ معطر سریلی آوازوں کی صورت میں انکی زبانوں پر جاری ہو گئے اور اس انوکھے اور عظیم الشان استقبال کی علامت کے طور پر تاریخ کے محفوظ رکھنے والے حافظہ میں جاگزیں ہو گئے۔ ان کی بقا اور ان کا وجود اسلیئے بھی ضروری تھا کہ جب کبھی بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مع اپنے ساتھی کے ہجرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ہمیشہ رہنے والی یاد تازہ ہو تو کروڑوں مسلمان اس کا وِرد کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وداع پہاڑ کی گھاٹیوں میں پہنچے تو یہ گیت بذاتِ خود سنا۔

سوال...... ثنیۃ الوداع تو جبل سلع کے قریب ہے اور وہ مدینہ کو بہ جانب شمال ومغرب ہے۔

جواب...... حدیث کی کتابوں نے یہ وضاحت کی ہے کہ مسجد قبا کے سامنے وداع کی دو گھاٹیاں تھیں۔ پہلی مسجد قبا کے سامنے ہے اور یہ وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔ (جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت اور دوسری مدینہ شریف کے شمال ومغرب میں ہے اور یہی آجکل مشہور ہے۔ یہ سلع پہاڑ کی جنوب مشرقی جانب ہے یہی وہ دوسری پہاڑی ہے جہاں مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو الوداع کہا تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کیلئے جا رہے تھے۔)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دیکھا اور حال یہ تھا کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر داری کیلئے جمع ہو چکے تھے۔ وہ اپنی تلواروں کو اپنی گردنوں کا ہار بنائے ہوئے نفیس کپڑوں میں ملبوس تھے۔ خوشی اور رونق انکے چہروں پر چھائی ہوئی تھی۔ فخر سے ان کا سر اونچا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیڈروں اور بڑے بڑے سرداروں کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کی تعظیم، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے کی قدر دانی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اظہار خوشی اور ہر ایک کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے گھر ٹھہرا کر حصول شرف کی خواہش کے پیش نظر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی مبارک کی باگ پر پلٹ پڑے تھے مگر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب کیلئے دعائے خیر فرمائی اور اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا،

خلوا سبیلها فانها مامورة اس کا راستہ کھلا چھوڑ دو بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلے گی۔

جولوگ آج کل اس ترانہ (طلع البدر علینا) کو غور سے سنتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ بعینہٖ اسی نغمہ کو سن رہے ہیں جس نغمہ کو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا تھا۔ جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وداع پہاڑ کی گھاٹیوں میں پہنچے تھے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ انہوں نے کیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کیا؟ اور کس حد تک اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے متاثر ہوئے۔ ان کے جذبات اس وقت کیا تھے اور جس وقت بڑی بے تکلفی پر مبنی اور سادہ انداز میں عظیم ترین محبت اور انتہائی سچی دوستی کی ترجمانی کرنے والے میٹھے کلمات ان کے کانوں سے ٹکرائے اس وقت ان کے کیا جذبات ہیں۔ ان کا مقابلہ کون کرسکتا ہے، تیرے لئے قوم کو روکنا لازم ہے کیونکہ میرا پختہ یقین ہے کہ ان کے معاملہ کی علامت کسی نہ کسی دن ظاہر ہو کر رہیں گی۔

جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وداع پہاڑ کی گھاٹیوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ انصار و مہاجرین وہ خوبصورت بلکہ وہ حیران کن استقبال کرتے ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ گیت گاتے ہیں جو امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اب تک قائم و دائم ہے اور ہر مسلمان کے دل اور اس کے حافظہ میں جگہ پاچکا ہے۔ وہ جب بھی یادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتا ہے تو اس کو دہراتا ہے اور اسی کے ذریعے سیرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہے۔

ثمامہ بن ثلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ وہ لشکر یمامہ کے سربراہ ثمامہ بن ثلال کو گرفتار کرکے لایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا، تین دن تک وہ شخص وہاں بندھا رہا۔ روزانہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے گفتگو فرماتے، بالآخر تیسرے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کھول دینے کا حکم صادر فرمایا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اسے کھول دیا تو وہ مسجد نبوی کے قریب ایک باغ تھا، وہاں چلا گیا، غسل کیا اور فی الفور واپس آکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر کہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا:

یا محمد و اللّٰہ ما کان لی وجہ الارض وجہ البغض الی من وجھک فقد اصبح وجھک احب الوجوہ کلھا واللّٰہ ما کان من دین البغض الی من دینک فاصبح دینک احب الدین کلہ الی وما للّٰہ ما کان من بلد ابغض الی من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد کلھا الی (مشکوٰۃ، ص ۳۴۵)

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی قسم اس روئے زمین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے سے بڑھ کر کوئی شے ناپسند نہ تھی مگر زیارت کے بعد اب آپ کے چہرۂ اقدس سے بڑھ کر مجھے کوئی شے محبوب نہیں۔ اللہ کی قسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین میرے ہاں سب سے زیادہ مبغوض تھا لیکن اب تمام ادیان سے پسندیدہ ہے۔ اللہ کی قسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر سے بڑھ کر کوئی شہر ناپسند نہ تھا مگر اب یہ شہر مدینہ تمام شہروں سے محبوب تر ہے۔

دیہاتی دیوانہ

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا جب اس نے رُخِ انور سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھا تو پکار اُٹھا:

انک الیوم احب والدی و من عینی و منی و انی لاحبک بداخلی و خارجی وسری و علانیتی

یعنی اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے آپ والدین حتیٰ کہ خود اپنی جان وذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں بلکہ میرے اندر ظاہر و باطن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی محبت کی حکمرانی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر، ج ۲ ص ۱۴۹)

عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کا ایک منظر

عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں درج ذیل چھ چیزیں دیکھی ہیں:

۱......آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر اس طرح وہ پانی بطورِ تبرک حاصل کرنے کیلئے جھپٹ پڑتے ہیں کہ دیکھنے والا گمان کرتا ہے کہ ان میں لڑائی ہوگی ہے۔

انه یتوضا الا ابتدروا وضوءه وکادوا یقتتلون علیه

یعنی جب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہ وضو کا پانی حاصل کرنے میں اس طرح جھپٹتے ہیں (کہ محسوس ہوتا ہے) کہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔

۲......آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعابِ دہن اپنے چہروں پر سجا لیتے۔

لا یبصق بصاقا ولا ینتخم نخامة الا تلقوها باکفهم فدلکوا بها وجوههم واجسامهم

یعنی جب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعابِ دہن زمین پر ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو صحابہ اپنی ہتھیلیوں پر لے لیتے ہیں اور اسے اپنے چہروں اور اجسام پر سجا لیتے ہیں۔

۳......آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بال مبارک نیچے نہیں گرنے دیتے۔

لا تسقط منه شعرة الا ابتدروها

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بالوں کو زمین پر گرنے نہیں دیتے۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رأیت رسول الله والحلاق یحلقه وقد اطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک بنا رہا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد صحابہ کرام کا حلقہ تھا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے کسی بال کو بھی گرنے نہیں دے رہے تھے بلکہ ہر بال اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ (الشفاء، ج۲ص۵۹۳)

٤......آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ایک حکم کی بجا آوری میں جلدی کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تاخیر روا نہ رکھتے۔

٥......صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں:

اذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کلام فرماتے تو صحابہ خاموش ہو کر سنتے ہیں۔

٦......صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نگاہ نہیں اُٹھاتے۔

وما یحدون الیہ النظر تعظیماً لہ

صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ادب اور تعظیم کے پیشِ نظر نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے۔

فائدہ......صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ان چھ معمولات کو بیان کرنے کے بعد بطورِ تبصرہ جو انہوں نے بات کہی ہے وہ نہایت ہی قابلِ توجہ ہے۔

یا معشر قریش انی جئت کسریٰ فی ملکہ و قیصر فی ملکہ و النجاشی فی ملکہ
ان رأیت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم محمداً اصحابہ

یعنی اے قریش میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، خدا کی قسم میں نے آج تک کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی اتنی کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔

اور میں تم پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کے اصحاب موت کو تو قبول کر سکتے ہیں۔

رأیت قوماً لا یسلمونہ ابدا

مگر اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشمن کے سپرد کے نہیں کر سکتے۔

(شفاء شریف، ج۲ص۵۹۳)

عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجزیہ بالکل دُرست ہے واقعۂ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوت و طاقت فقط عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھا جس کی وجہ سے ان کے نزدیک اس عارضی زندگی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر موت کو ترجیح دیتے۔

عصرِ حاضر کے عظیم مفکر الشیخ سعید حوی اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں:

الظاهرة الواضحة فی حياة الصحابة انهم كلما ازدا ودو ابرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خلطة از دادو ابه ايمانا و تصديقا بل اكثرهم اختلاطا به اكثرهم ايمانا به وطاعة له وقد بلغ هذا معهم لدرجة انه اصبح الموت من رجل يريد الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم احب اليهم من الحيوة و انفاق المال احب اليهم من امساكه االطاعة احب اليهم من المعصية و دين الرسول احب اليهم من الاموال والاولاد والمساكن والزوجات والوطن

یعنی یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ جتنا قرب نصیب ہوتا اتنی انکے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت گھر کرتی اور انکے ایمان میں زیادتی اور اضافہ کا سبب بنتی اور یہ محبت بلندی کے اس درجہ پر پہنچ چکی تھی کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر موت کو زندگی پر ترجیح دیتے تھے، مال خرچ کرنا مال روکنے سے بہتر ہو چکا تھا، نیکی معصیت سے محبوب تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین انہیں اپنے مال، اولاد، گھر، بیوی اور وطن سے زیادہ محبوب ہو گیا تھا۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

پیارے بچو اور پیاری بچیو! غور کرو کہ یہ حضرات اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جو ان کیلئے بمنزلہ مرشد کے ہیں) کیساتھ کیسا عشق اور ادب رکھتے ہیں۔ یہ وہ دور ہے کہ شریعت سازی ہو رہی ہے جو کام صحیح ہوتا ہے اس پر تصدیق کی مہر ثبت ہو جاتی ہے، جو غلط ہوتا ہے اس کا فوراً رَدّ کر دیا جاتا ہے، اسی دوران قرآن کا نزول ہو رہا ہے۔ صحیح اور غلط امور پر جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے احکام لاتے ہیں۔

آج ہمارے لئے یہی باتیں عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین اسلام ہیں جو لوگ عشق کو شرک کی طرف لے جاتے ہیں ان کی باتوں کو نہ سنو کیونکہ ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب　　　اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

بال مبارک کے حاصل کرنے میں صحابہ کے عشق کا منظر

احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زُلفوں کے ساتھ اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجامت کرواتے تو صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد حلقہ باندھ لیتے۔ جیسے جیسے حجام آپ کی حجامت بناتا دیوانے اپنی جھولیاں رحمتوں کے خزانوں سے بھرتے جاتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے کسی ایک بال کو بھی زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ اپنی اپنی ہتھیلیوں پر اُٹھا لیتے۔ یہ سہانا منظر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنئے:

رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والحلاق يحلقه وطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا فى يدرجل (رواہ مسلم)

میں نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حجامت کر رہا تھا اور صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی بال بھی زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں پر اُٹھا لیتے۔

انتباہ...... یاد رہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر حلق فرمایا یعنی تمام بال منڈوا دیئے ورنہ عام حالات میں آپ تمام بال منڈواتے نہیں تھے۔ امام نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے:

لم يروانه عليه السلام، حلق رأسه الشريف فى غير نسك حج او عمرة فتكون تبقية العشر فى الرأس سنة و منكرها مع علمه يجب تاديبه (الانوار المحمدیہ)

یعنی حج اور عمرہ کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تمام بال منڈوا دینا منقول نہیں لہٰذا سر پر بال رکھنا سنت ہے۔ اب جو شخص علم کے باوجود اس کا انکار کرے وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

تبرکات کی حفاظت

صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کو حاصل کر کے محفوظ کر لیتے اور فخریہ طور پر یہ بیان کرتے کہ انکے پاس اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے اور اسے کونین سے بڑھ کر دولت تصوُّر کرتے ہوئے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کرتے۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ ہمارے پاس رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بال ہیں جو ہمیں آلِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ہیں۔

اس پر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لا تکون عندی شعرہ منه احب الی من الدنیا و ما فیھا (رواہ البخاری)

یعنی میرے پاس آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک بال کا ہونا مجھے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر محبوب ہے۔

اس محبت اور حصولِ برکت کی خاطر وہ صحابہ اور تابعین جن کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہوتے وصیت کر جاتے کہ انہیں ہمارے ساتھ کفن میں رکھ دینا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادمِ خاص اور مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ اے ثابت! یہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس بال لے لو، جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ کر مجھے دفن کر دینا۔

هذه شعرة من شعر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فضعها تحت لسانی

قال فوضعها تحت لسانهٖ فدفن و هی تحت لسانهٖ (الاصابہ، ج۱ص۷۱)

یعنی یہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک بال ہے جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا میں نے آپ کی وصیت کے مطابق وہ بال آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیا، پس آپ کو اس حال میں دفن کیا گیا کہ بال آپ کی زبان کے نیچے تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے اہل کو وصیت فرمائی کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال اور ناخن مبارک جو میرے پاس موجود ہیں انہیں تدفین کے وقت میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد، ج۵ص۳۰۰)

فائدہ...... اسی طرح کا حال بلکہ اس سے بڑھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

تبرکات میں شفاء

کتب احادیث میں ہے کہ جن صحابہ کے پاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہوتے، دوسرے ان سے برکتیں حاصل کرتے، لوگوں میں سے اگر کوئی بیمار ہوتا تو وہ اس صحابی سے رجوع کرتا، تاکہ اس بال کے ذریعے شفا حاصل کر سکے۔

۱...... حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا جو انہوں نے بڑے ہی ادب ومحبت سے چاندی کی ایک ڈبیہ میں رکھا ہوا تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و کانت تمسکہ

فی جلجل من فضۃ فشرب منہ (رواہ البخاری)

تو آپ اس چاندی کی ڈبیہ کو جس میں موئے مبارک تھا پانی میں رکھ کر حرکت دیتیں، بیمار اس پانی کو پیتا تو شفا پاتا۔

۲...... حضرت ام امارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مقام حدیبیہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجامت بنوا کر اپنے تمام بال ایک سرسبز درخت کے اوپر ڈال دیئے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اس درخت کے نیچے جمع ہو کر اپنی اپنی قسمت کے مطابق بال حاصل کرنے لگے، میں نے بھی ان میں سے چند بال حاصل کر لئے۔ کوئی شخص بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی اس مریض کو پلاتی ہوں اور ربّ العزت اس مریض کو صحت عطا فرما دیتا ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۱۴۸)

حکایت

شاہ ہرقل کو ہمیشہ دردِ سر رہتا تھا، متعدد علاج کے باوجود شفاء نہ ہوتی۔ خوش قسمتی سے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک ملا۔ اسے اس نے اپنی ٹوپی میں ملا کر اپنے سر پر رکھا تو فوراً درد کافور ہو گیا اور شفاء حاصل ہو گئی۔

فائدہ...... امام بدرالدین عینی صحابہ وتابعین کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان الناس عند مرضھم یتبرکون بھا و یستشفعون من برکتھا ویاخذون من شعرہ و یجعلونہ

فی قدح من الماء فیشربون الماء الذی فیہ الشعر فیحصل لھم الشفاء (عینی شرح بخاری)

یہ تمام بیماری کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے برکت حاصل کرتے ان کی برکت سے شفاء پاتے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو پانی میں برتن میں رکھتے اور وہ پانی پیتے تو انہیں شفا نصیب ہوتی۔

موئے مبارک کی برکت سے فتح

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت سے صرف بیمار ہی شفایاب نہ ہوتے تھے بلکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ جہاد کے بڑے بڑے معرکوں میں فتح عطا کرتا۔ اس کی شہادت تاریخِ اسلام کے مشہور سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دیتے ہیں:

ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرما کر حجامت بنوائی۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک حاصل کر لئے اور لوگوں کا وہاں اس قدر ہجوم تھا کہ ان کا حصول نہایت ہی دُشوار تھا۔

فسبقتھم الی ناصیتہ فجعلتھا فی ھذہ قلنسوۃ فلم اھد قتالا و ھی معی الا رزقت النصر

یعنی میں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کا ایک بال حاصل کر کے اپنی ٹوپی میں محفوظ کر لیا۔ (اب صورتحال یہ ہے) کہ جب بھی اس بال کو اپنے ساتھ لے کر جنگ میں شریک ہوتا ہوں فتح پاتا ہوں۔ (المستدرک، ج۳ص۲۹۹)

عقیدۂ سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسلمانوں میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات مشہور ہیں یہ ان کی جنگی مہارت سہی لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی فتوحات کا راز مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک کو اپنے ساتھ رکھنے میں ہے ان کی فتوحات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک کے مرہونِ منت ہیں۔

عجیب واقعہ

جنگ یرموک کے موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ نسطورہ نامی ایک پہلوان سے ہو رہا تھا، آپ کی ٹوپی زمین پر گر پڑی۔ آپ اس مقابلے کی بجائے ٹوپی کی طرف لپکے اور رفقاء کو بھی پکار کر کہا کہ خدا تم پر رحم کرے میری ٹوپی مجھے دو۔ اتنے میں بنی مخزوم کی قوم میں سے ایک آدمی نے آپ کو ٹوپی پکڑا دی۔ آپ نے پہن کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ نے نسطورہ کو قتل کر دیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو اہلِ لشکر نے آپ سے سوال کیا کہ اتنے کڑے وقت میں آپ ٹوپی کی طرف متوجہ ہوئے؟ اگر وہ اس وقت سر پر نہ بھی ہوتی تو اس سے کیا فرق پڑتا؟ اس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا تمہیں کیا معلوم اس میں کیا ہے؟

لم افعلھا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتھا و تقع فی ایدی المشرکین (الشفاء، ج۲ص۶۱۹)

یعنی میں نے یہ فکر اپنی ٹوپی کی وجہ سے نہیں کی بلکہ اس میں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک بال تھا۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ کافروں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

تاریخ واقدی اور دیگر کتبِ سیر میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں قوم جبلہ کے مقابلے کیلئے تھوڑی سی فوج لے کر تشریف لے گئے لیکن ٹوپی گھر بھول گئے، وقتِ مقابلہ رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو یکبارگی حملے کا حکم دیدیا۔ صحابہ کی حالت اتنی پریشان کن تھی کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا آج یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری سب کی موت آگئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واقعۃً یوں ہی محسوس ہو رہا ہے۔ افسوس آج وہ ٹوپی گھر بھول آیا جس میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ اِدھر یہ حالت تھی اُدھر حالات سے باخبر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلامی فوج کے امیر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا تم سو رہے ہو، اُٹھو فی الفور خالد بن ولید کی مدد کیلئے روانہ ہو جاؤ۔ تمام لشکر اسی وقت تیار ہو کر بڑی تیزی سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک سوار کو دیکھا جو بڑی تیزی سے جا رہا ہے، امیر لشکر نے چند سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کے بارے میں معلوم کرو۔ لہٰذا انہوں نے اس سوار کے قریب جا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ سورا نے جواب دیا کہ میں حضرت خالد بن ولید کی بیوی اُم تمیم ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر کی وجہ پوچھی تو کہنے لگیں جب پچھلی رات آپ نے اعلان کیا کہ خالد بن ولید دشمن کے گھیرے میں ہیں ان کی مدد کیلئے تمام لشکر تیار ہو جائے تو مجھے خیال آیا کہ خالد جنگ میں ناکام نہیں ہو سکتے کیونکہ انکے پاس آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں۔ لیکن اچانک آپ کی اس ٹوپی پر میری نظر پڑی جس میں وہ موئے مبارک تھے۔ لہٰذا میں اسی وقت روانہ ہو گئی تاکہ یہ مبارک ٹوپی ان تک پہنچاؤں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو لشکر میں شامل کر لیا۔ صحابہ اپنی زندگیوں سے مایوس ہو چکے تھے۔ اچانک تکبیر کی آواز بلند ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عظیم لشکر ہے جو رومیوں کو بھگا رہا ہے۔ آپ نے ایک سوار کے قریب ہو کر پوچھا، تم کون ہے؟ آواز آئی میں آپ کی بیوی ہوں، آپ کی ٹوپی لائی ہوں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آپ نے ٹوپی لی اور پہن کر حملہ کیا تو اسی وقت تمام کافر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فائدہ...... آج ایسی باتوں کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی لیکن عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل میں ہو تو یہ بڑی بات ہے۔

فتویٰ کفر

آج بڑے سے بڑے امر پر فتویٰ کفر سے لوگوں کے جی گھبراتے ہیں لیکن عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مذہب نرالا ہے، ارشادِ گرامی پر غور ہو: سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا موئے مبارک ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا: من اذی شعرة من شعری فالنجة علیه حرام یعنی جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اس پر جنت حرام ہے۔ (کنز العمال، ج۲ص۲۷۶)

انتباہ...... ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں خوب ادب و احتیاط سے کام لے۔ اسی وجہ سے علماءِ اُمت نے تصریح کی ہے کہ جس چیز کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف معروف و مشہور ہو اس کا احترام لازم ہے۔ حضرت علامہ علی قاری شرح شفاء میں لکھتے ہیں:

المراد جمیع ما ینسب الیه و یعرف به صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم

ان تمام اشیاء کا ادب کیا جائے گا جس کی نسبت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف معروف ہے۔

فائدہ...... اس عبارت پر مولانا عبدالعلیم (والد گرامی مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم) لکھتے ہیں کہ

ولو کان علے وجه الاشتهار من غیر ثبوت فی آثاره و نور الایمان بزیارة حبیب الرحمٰن

تبرکات کا ادب و تعظیم ضروری ہے اس کے ثبوت کی طلب عشق کے منافی ہے بس اس کی شہرت کافی ہے۔

آج کل منکرین کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شور مچا رکھا ہے کہ ان تبرکات کا ثبوت نہیں فلہٰذا ان کی تعظیم وتکریم کا کیا فائدہ! پیارے بچو اور پیاری بچیو! عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے دلائل طلبی بھی محرومی اور بدقسمتی کی علامت ہے، عشق کے مذہب میں ایک قانون مشہور ہے کہ ؎

عاشقا را بدلیل چہ کار

یعنی عشاق کو دلیل سے کیا غرض!

کیونکہ عاشق منکر کو کہتا ہے ؎

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے!

﴿ اس کی تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ تبرکات میں شفاء پڑھئے۔ ﴾

ایک نرالہ عاشق

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفارِ قریش نے سفیر بنا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا، جب انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی تو دل کی حالت بدل گئی، عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اب واپس جانے کو جی نہیں چاہتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اپنے مبارک قدموں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس طرح قاصد کا رہ جانا مجھے پسند نہیں۔ تم واپس جاؤ، اگر یہی کیفیت باقی رہے تو واپس آجانا۔ اس کے بعد وہ بادلِ ناخواستہ چلے گئے لیکن فی الفور واپس آگئے اور اسلام قبول کرلیا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی ان کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

بعثنی قریش الی رسول اللہ ﷺ فلما رأیت رسول اللہ ﷺ القی فی قلبی الاسلام فقلت یا رسول اللہ ﷺ انی واللہ لا ارجع الیہم ابدا

یعنی مجھے قریش نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بھیجا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہی اسلام نے میرے دل میں گھر کرلیا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اب میں لوٹ کر کفار کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔

میری گفتگو سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لا اخیس بالعھد و لا احبس البرد ولکن ارجع فان کان فی نفسک الذی فی نفسک الان فارجع

میں عہد کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا اور نہ ہی قاصد کو اپنے پاس روک لینا میرا طریقہ ہے۔
تم کفار کی طرف جاؤ، اگر محبت قائم رہے تو واپس آجائیں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر چلا تو گیا لیکن وہاں جی نہ لگا۔

ثم اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاسلمت (مشکوٰۃ)

تو میں واپس آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آگیا اور اسلام قبول کرلیا۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

پیارے بچو اور پیاری بچیو! حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو تھے کافروں کے سفیر بن کر لیکن دیدارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسیر بن گئے، اسی لئے ہم انگریزوں اور دیگر دشمنانِ اسلام کو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا، بلکہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھیلا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف **اسلام نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے۔**

عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کا ایک منظر

۱ ...... حضرت زید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منیٰ میں قیام پر فجر کی نماز مسجد خیف میں پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دو آدمی لوگوں کی صفوں سے دور الگ بیٹھے ہیں اور وہ جماعت میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکو بلایا اور فرمایا کیا وجہ ہے تم جماعت میں شریک نہ ہوئے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم اپنے خیموں میں نماز پڑھ کر آئے تھے، اسلئے جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر ایسا معاملہ ہو کہ ایک فرض نماز ادا کر چکا ہے اور پھر اسکے سامنے جماعت ہوئی ہے تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہئے اور یہ نماز اس کیلئے نفل ہو جائیگی۔ ان دونوں میں سے ایک نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری بخشش کیلئے دعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد کا منظرِ عشق ملاحظہ ہو:

ونهض الناس الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم و نهضت بهم و انا يومئذ اشب الرجال
و اجلده فما زلت ازحم الناس حتیٰ وصلت الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم
فاخذت بيده فوضعتها علیٰ وجهي و صدرى فما وجدت شيئا اطيب ولا ابرد
من يد رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم (شمائل الرسول، ص ۳۴)

یعنی لوگ ملاقات کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھے، میں بھی ان کے ساتھ (لائن) میں کھڑا ہو گیا۔
ان دونوں میں نوجوان تھا، اس لئے لوگوں کو ایک طرف کرتے کرتے میں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا،
میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر رکھا۔ میں نے آج تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس سے بڑھ کر کوئی شے خوشبودار اور ٹھنڈی نہیں دیکھی۔

ایک راویت میں ہے:

ثم ثار الناس ياخذون بيده يمسحون بها وجوههم فاخذت بيده فمسحت
بها وجهى فوجدتها البرد من الثلج و اطيب ريحا من المسك (ابوداؤد)

پھر ہر ایک نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو اپنے چہرے پر لگانا شروع کیا، میں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو اپنے چہرے کے ساتھ لگایا تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار پایا۔

۲......حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت مقام بطحی کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، ظہر کی نماز ادا کی، اس کے بعد کیفیت یہ تھی:

ثم قام الناس فجعلوا یاخذون یدہ فیمسحون بھا وجوھھم فاخذت یدہ فوضعتھا علیٰ وجھی فاذا ھی ابرد من الثلج و اطیب ریحا من المسک (رواہ البخاری)

نماز کے بعد تمام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرنا شروع کر دیا، ہر کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑ کر محبت وادب سے اپنے چہرے پر پھیرتا۔ میں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ اقدس لے کر اپنے چہرہ پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۳......حضرت عبداللہ بن ھلال انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والدِ گرامی نے سیّدِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارکہ میں حاضر کیا اور دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور شفقت فرماتے ہوئے میرے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔

فما انسیٰ وضع رسول اللہ ﷺ یدہ علیٰ رأسی حتی وجدت بردھا (سبل الہدیٰ، ج۲ص۱۰۲)

یعنی سر پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس رکھنے سے جو حلاوت و ٹھنڈک مجھے حاصل ہوئی وہ مجھے کبھی نہیں بھولتی۔

٤......حضرت مستورد بن شداد اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا:

فاذا ھی الین من الحریر و ابرد من الثلج (رواہ الطبرانی)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے بڑھ کر ٹھنڈے تھے۔

۵......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ شریف میں بیمار ہوا۔ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عیادت کیلئے میرے گھر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس میری پیشانی پر رکھا نیز میرے سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد کیفیت یہ ہے:

فما زلت یخیل الی انی اجد بردیدہ علی کبدی حتیٰ الساعۃ (رواہ احمد)

یعنی میں آج بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی اپنے سینے میں محسوس کرتا ہوں۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

یہ تھا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک منظر کہ جذبہ عشق میں صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر پھیرتے اور برکتیں اور رحمتیں حاصل کرتے۔ مزید ملاحظہ ہو:

٦...... حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں اس طرح بیٹھے ہیں جس طرح ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ میں بھی سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔

فلما قاموا من عنده جعلوا يقبلون يده فضممت يده فاذا هى اطيب من المسك (رواہ الحاکم)

یعنی جب صحابہ مجلس سے جانے کیلئے اجازت چاہتے لگے تو ان تمام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کا بوسہ لیا۔ میں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ اقدس اپنے سینے سے لگایا تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

٧...... حضرت کعب بن مالک غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ چالیس دن تک ان کی تربیت کیلئے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا۔ جب ان کی توبہ کے بارے میں آیات نازل ہوئیں تو بھاگتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آئے۔

فاخذ بيده فقبلها آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پکڑ کر بوسے لینے شروع کر دیئے۔

فائدہ...... مفصل واقعہ اور مزید فوائد فقیر کے رسالہ شادی پر مبارک بادی میں پڑھئے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

پیارے بچو اور پیاری بچیو! ان واقعات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ولولے اور جذباتِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لیکن ان سے جو مسائل حاصل ہوئے، وہ بھی یاد رکھئے۔

☆ بزرگوں کی زیارت کیلئے لائن بنانا اور قطار میں کھڑا ہونا سنتِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہے۔

☆ بزرگوں کے ہاتھ چومنا اور حصولِ برکت کیلئے چہروں اور سروں پر لگانا سنتِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہے۔

☆ بزرگوں کے ہاتھ وغیرہ چوم کر پھر اپنے ہاتھوں کو حصول برکت کیلئے چہروں اور سروں پر لگانا سنتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہے۔

انتباہ...... اور یہ بھی نہ بھولئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے افعال واقوال جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سمجھی جاتی ہے اور یہی اہلسنّت (بریلوی) کا شعار ہے۔ دوسرے مذہب والے شرک وبدعت سمجھتے ہیں۔

پیارے بچو اور بچیو! یہ فرق ہے سُنّی بریلوی اور وہابی دیوبندی میں، سُنّی بریلوی عشق کے بندے ہیں اور وہابی دیوبندی شرک وبدعت کے دھندے میں غرق ہیں۔

۸...... حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامنِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے کا پس منظر یوں بیان کرتے ہیں کہ میں بظاہر مسلمان بن کر طواف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوگیا۔ دل میں خیال تھا کہ دورانِ طواف موقع پاکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کردوں گا۔ دورانِ طواف اسی خیال سے جب میں آپ کے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرا نام فضالہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے دل میں کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ میں دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد کررہا ہوں۔ میری بات سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے کہا، استغفر اللہ، اس جھوٹ پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سینے پر اپنا دستِ اقدس رکھ دیا۔ اس کے بعد میرے دل کی کایا پلٹ گئی، اب میرا دل بُغضِ نبی سے پاک ہوکر حبِ نبی کا گہوارہ بن گیا۔ ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

واللہ ما رفع یدہ عن صدری حتی ما من خلق اللہ شیئٌ احب لی منہ (الاصابہ، ج۳ص۲۰۱)

یعنی اللہ کی قسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ اُٹھانے سے پہلے مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقِ خدا سے محبوب ہوچکے تھے۔

فائدہ...... عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روحانی چاشنی ہے نہ یہ کہنے کی بات ہے نہ سمجھنے سمجھانے کی اور یہ بھی ہے عشق دلیل کا بھی محتاج نہیں یہ ایک ایسا ولولہ وجذبہ ہے کہ خود بخود دل میں سما جاتا ہے۔ جو کہ وہ اپنی دلیل خود ہوتا ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

جن لوگوں نے اسے صرف اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر محدود کر رکھا ہے وہ غلطی پر ہیں اس لئے کہ منافقین ایسی اتباع خوب تھی لیکن عشق سے محروم تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا، ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار بے شک منافقین جہنم کے نچلے طبقہ میں ہیں۔ ہاں اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے عشق کی دلیل ضرور ہے جو لوگ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دم بھر کر اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محروم ہیں وہ اس کی سزا پا ئینگے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ یہ مسلمان بھی نہیں۔ بلکہ اسلامی فتویٰ پر یہ نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے انعام بھی پائیں گے اگر واقعی ان میں سچا ولولہ اور صحیح جذبہ ہے لیکن خلاف ارشادات کے ارتکاب اور جرائم کی سزا کے بعد اگر وہ کریم چاہے بخش دے تو وہ اس کا کرم ہے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ عشق رسول اور اتباع میں پڑھئے۔

باب نمبر-۳ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بچپن کے حالات و واقعات

پیارے بچو اور پیاری بچیو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی بچپن کے دور کو مشرف فرمایا لیکن تمہارے ہمارے حالات پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت نوری تھی محض تعلیمِ اُمت کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دور کو بھی نبھایا۔ فقیر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و رضاعت، طفولیت و بچپن کے چند کمالات و حالات یہاں لکھتا ہے تاکہ ہمارے بچے اور بچیاں اپنے حالات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق بنائیں اور اس دور کے کمالات و معجزات پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا بیج اپنے دل میں بو کر دارین کی فلاح و بہبودی کو سمیٹیں۔

بچپن کی عاداتِ کریمہ

- ☆ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بچپن سے ہی عادت مبارکہ تھی کہ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا۔
- ☆ نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے عیوب ظاہر کرتے۔
- ☆ حیا و شرم بچپن سے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت تھی۔
- ☆ لہو و لعب کی طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل کبھی مائل نہ ہوا۔
- ☆ ذہنی لحاظ سے بچپن میں ہی سن رسیدہ معلوم ہوتے تھے۔ ابن سینا نے شفا میں لکھا کہ نبی کامل اور عبقری انسان ہوتا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذہنی قویٰ کا نشو و نما حیرت انگیز سرعت سے ہوا چنانچہ اپنے بیگانے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیر معمولی ذہانت سے متاثر تھے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دودھ پینے کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ ایک پستان کا دودھ پیتے دوسرا پستان اپنے رضاعی بھائی کیلئے چھوڑ دیتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس وقت بھی قلبِ مطہر میں وہ بات ڈال دی تھی جو عین انصاف کے مطابق تھی۔

انتباہ...... اس سے وہ گروہ متوجہ ہو جو کہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جیسے مجبور محض بشر اور بے خبر انسان ہیں۔ وہ خود اپنا حال بھی دیکھیں کہ بڑھاپے تک پرایا مال کھاتے کھاتے نہیں تھکتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن میں ہی غیر کے مال سے پرہیز فرماتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر بشر اس دور میں ہر اعتبار سے بے خبر ہوتا ہے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر طرح سے باخبر ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت محض تعلیمِ اُمت کیلئے عارضی ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی تصنیف البشریہ تعلیم الامۃ میں پڑھئے۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشتِ اطہر پر مہر نبوت تھی۔ بچپن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتہائی پاکیزہ طریقے سے گزارا کہ جہالت کی گندگی اور غلاظت سے آپ کوسوں دور رہے، بتوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفرت تھی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صاف طریقے سے جوانی کی حدود میں داخل فرمایا، آپ بھی پھر اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے مرتبے پر فائز تھے۔ فحش گوئی اور گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت غرض یہ کہ دیگر تمام افعال قبیحہ اور اقوال شنیعہ سے آپ کو طبعی طور پر نفرت تھی۔ سیرت ابنِ ہشام کے مطابق کم سنی کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن چیزوں سے بچاتا رہا ان کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کیلئے پتھر اُٹھاتے تھے، ہم میں سے ہر ایک برہنہ ہوگیا اور اپنا تہبند لے کر گردن پر رکھ لیا تا کہ اس پر پتھر اٹھائے۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکا یک کسی نے مجھے ایک مُکا مارا جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا، پھر کہا کہ اپنا تہبند باندھ لے پھر فرمایا، میں نے اسے لیکر باندھ لیا۔ پھر پتھر گردن پر (بغیر کپڑے کے) اُٹھانے لگا اور میرے ساتھیوں میں میرا ہی تہبند بندھا ہوا تھا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہا درجے کے شرمیلے باحیا اور عفیف تھے۔ غلط بات نہ کبھی آپ زبان سے نکالتے اور نہ غلط بات سنتے اگر کوئی بات مزاج کے خلاف سننے میں آئے تو چہرہ پھیر لیتے اور ناپسند کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا شرم وحیا کا پیکر کوئی نہ دیکھا اور یہ کہ آپ میں نوجوان لڑکیوں سے بڑھ کر شرم وحیا کا مادہ تھا۔

اعتباہ...... پیارے بچو اور پیاری بچیو! آپ بھی اپنا بچپن اسی طرح بناؤ تا کہ آگے چل کر اپنے وقت کے پیشوا بن سکو۔

بچپن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بنی سعد کے خاندان کی خواتین کے ساتھ بچوں کو حاصل کرنے کیلئے مکہ روانہ ہوگئی کہ دودھ پینے والے بچوں کو تلاش کریں۔ ادھر میں اور میرے ساتھ سات دائیاں رہ گئیں اور ہماری ملاقات سیّدنا عبدالمطلب (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا) سے ہوگئی۔

آپ نے فرمایا، میرے پاس ایک چھوٹا بچہ ہے اور اسے دودھ پلانے والیو! تم ادھر آؤ تا کہ اس بچے کو دیکھ لو اور جس آیا کی مرضی ہو جس کے مقدر میں ہو وہ بچو کو لے جائے۔ چنانچہ ہم سب خواتین حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چلی گئیں اور ہم سب دودھ پلانے والی خواتین نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہم میں سے ہر ایک خاتون کہنے لگی کہ میں آپ کو دودھ پلاؤں گی اور جب یہ عورتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کیلئے آگے بڑھیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک سے منہ پھیر لیا لیکن جونہی میں آگے بڑھی تو آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور میری جانب بڑھے چنانچہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے لیا اور آپ کو دائیں جانب سے پستان دیا، چنانچہ آپ نے دودھ نوش فرمایا اور جب میں نے آپ کو اپنا بایاں دودھ پیش کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے روگردانی فرمائی، چنانچہ آپ سے میری رغبت ومحبت اور بڑھ گئی اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مزید شوق کا اظہار کرنے لگی۔ (مولد العروس)

جب میں نے ارادہ کرلیا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل کرلوں تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتیم ہیں اور آپ کے والد گرامی کا وصال ہوچکا ہے اور دیگر خواتین اس لئے نہیں لے گئیں کہ معقول معاوضہ کی اُمید نہ تھی اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرے بخت جاگ جائیں تو اسے لے جا۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا، تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا، میرا تعلق بنو سعد سے ہے۔ آپ نے فرمایا، تیرا نام؟ میں نے کہا، حلیمہ۔ تو وہ مسکرائے اور فرمایا، بس بس سعادت اور حلم کا اجتماع ان میں خیر ہی خیر اور عزت ہی عزت ہے اور فرمایا، مجھے تین دن سے خواب میں کہا جارہا ہے کہ اپنے بیٹے کیلئے بنی سعد اور آل ابی ذویب سے دودھ پلانے کا انتظام کرو۔ (طبقات ابن سعد)

یہ سن کر میں نے عرض کیا، میرا باپ ہی ابو ذویب ہے۔ میں نے جا کر اپنے خاوند سے سارا ماجرا عرض کردیا اور کہا، اللہ کی قسم اب میں خالی نہیں جاؤں گی، میں اس یتیم بچے کے ہاں جاتی ہوں اور اسے اپنے ساتھ لے آتی ہوں۔

مجھے تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اتنی خوشی اور فرحت پیدا فرمادی تھی کہ وہ فوراً کہنے لگے، حلیمہ! دیر مناسب نہیں اس خوش بخت بچے کو حاصل کرلے شاید اللہ تعالیٰ اسی میں برکت عطا فرمادے۔ (سیرت حلبیہ ونبویہ از ابن کثیر)

میں جلدی سے واپس آگئی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا انتظار کررہے تھے، جب میں نے بچہ لانے کو کہا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا، انہوں نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا، آپ مجھے اس مکان میں لے گئے جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خوش آمدید کہا۔

جب میں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئی تو دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دودھ سے بھی سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور نیچے سبز رنگ کا بچھونا ہے۔ آپ آرام فرما رہے تھے اور آپ کے جسمِ اطہر سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے۔ (سیرت حلبیہ)

جب کپڑے کو چہرۂ اقدس سے ہٹایا گیا تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال میں اس طرح گم ہوگئی کہ مجھ میں جگانے کی ہمت نہ رہی۔ پس میں نے چاہا کہ آپ کو جگادوں لیکن میں آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی۔ (مدارج النبوۃ دوم و سیرت نبویہ)

جب میری حالت کچھ معمول پر آئی تو میں نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔ جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکل رہا ہے جس کی شعاعیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ میں بے اختیار ہوگئی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی آپ کی جبیں مقدس پر بوسہ دیا اور پھر آپ کو گود میں لے لیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلانا شروع کر دیا۔ مکہ میں رات گزارنے کے بعد جب ہم نے صبح واپسی کا ارادہ کیا تو دل میں بیت اللہ شریف کا طواف کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی، چنانچہ میں آپ کو اُٹھا کر حرم کعبہ میں لے گئی۔ طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے حجر اسود کو بوسہ دینا چاہا، تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حجر اسود اپنی جگہ سے حرکت کر کے آپ کی طرف بڑھا حتیٰ کہ اس نے چہرۂ اقدس کیساتھ چمٹ کر بوسے لینا شروع کر دیئے۔ (تفسیر مظہری)

آپ کی والدہ ماجدہ اور دادا جان کی اجازت اور طوافِ کعبہ کے بعد میرے خاوند نے (مکہ سے روانگی کیلئے) میرے سامنے سواری کو بٹھایا۔ اس وقت دودھ پلانے والی خواتین کے پاس ستر سواریاں تھیں۔ ان سے میری سواری سب سے زیادہ کمزور اور نحیف و نزار تھی۔ میں اس پر سوار ہوگئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھالیا۔ اچانک میری سواری اس قدر پھرتیلی اور تیز ہوگئی کہ سب سے آگے نکل گئی۔ (مولد العروس)

میری سواری جھوم جھوم کر چلتی اور کبھی کبھی گنگناتی تو یوں لگتا جیسے کہہ رہی ہو، اللہ کی قسم! آج مجھے اللہ نے عظیم الشان نعمت عطا کر دی ہے، موت کے بعد دوبارہ زندگی، کمزوری کے بعد طاقت دے دی ہے۔ اے بنو سعد کی عورتو! تم غفلت میں رہیں۔ تمہیں پتا ہے میری پشت پر کون سوار ہے؟ میری پشت پر سیّد الانبیاء اور ربُّ العالمین کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہے۔ (سیرت حلبیہ)

جہاں جہاں سے آپ کی سواری گزرتی، وہاں وہاں سبزہ اُگ آتا۔ پتھر آپ کو سلام عرض کرتے اور درخت اپنی ٹہنیوں سمیت جھک کر استقبال کرتے۔ (مظہری) اللہ عزّ وجل کی وسیع زمین میں ہماری زمین سے بڑھ کر کوئی سر سبز نہیں ہے۔ (سیرت حلبیہ)

میں جب کبھی بھی کسی درخت یا پتھر کے قریب سے گزرتی یا کسی پختہ مکان کے پاس سے میرا گزر ہوتا تو وہ مجھے یہ الفاظ کہتا، اے حلیمہ سعدیہ! آپ کو بشارت اور مبارک ہو اور جب میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے ایسے معجزات کا صدور دیکھا تو میں حیران رہ گئی، تاہم میں بہت مسرور ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور پاک کے باعث میں سخت اندھیرے میں بھی

دیکھنے کی قوت رکھتی تھی۔لیکن آپ کے انوار وتجلیات میں سفر کرتی ہوئی گھر میں پہنچی تو اس وقت میرے اردگرد دور دور تک روشنی اور نور پھیلا ہوا تھا اور جب خاندان بنوسعد نے ان انوار وتجلیات کو دیکھا تو بے اختیار پکار اُٹھے،اے حلیمہ! یہ آب وتاب چمک ودمک رکھنے والا نور کیسا ہے؟ (مولد العروس)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے میرے دوسرے بچے کو بھی سیر ہوکر دودھ پینا نصیب ہوا۔میرا خاوند جب اونٹنی کا دودھ دوہنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تھن بھرے ہوئے ہیں اور اس نے اتنا دودھ دیا کہ ہم تمام نے سیر ہوکر پیا اور آج ہم نے اطمینان کے ساتھ رات بسر کی۔ (سیرت حلبیہ)

جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دایاں دودھ پیش کرتی تو آپ نوش فرماتے پھر بائیں جانب رُخِ انور کرتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دودھ پینے سے انکار فرما دیتے۔آپ کی برکت سے بنی سعد کے ہر گھر سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی۔ (سبل الہدیٰ)

لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت گھر کر چکی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی بھی بیمار ہوجاتا تو وہ آکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ پاک پکڑ کر اپنے جسم سے مس کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے شفا عطا کر دیتا۔ (ایضاً)

ہم پر سے مشقت اور تکلیفیں زائل ہوگئیں۔ ہمارے پاس سارے جہاں کی خوشیاں اور فرحتیں آگئیں۔ہم نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی بدولت اپنی آرزوئیں اور تمنائیں حاصل کرلیں۔ (مولد العروس)

ایک دن میں اپنے صحن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں لئے بیٹھی تھی کہ اتنے میں میری بکریاں آگئیں وہ تمام میرے پاس سے گزرتی گئیں لیکن ایک نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس کو چوم لیا اور سجدہ کیا۔ (سیرت حلبیہ)

جس دن سے ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے گھر لائے اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُٹھا کر وہاں لے جاتے،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے تمام جگہ روشن ہوجاتی۔چنانچہ ایک دن مجھ سے حضرت خولہ نے پوچھا کہ تم رات کو گھر میں آگ (چراغ) جلائے رکھتی ہو جس سے تمہارے گھر میں روشنی رہتی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! آگ یا چراغ نہیں جلاتی بلکہ یہ روشنی نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

جن دِنوں میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا کرتی تھی ان دنوں مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ (میلاد نبوی لابن الجوزی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام بچوں کی نسبت جلدی نشو ونما حاصل کر رہے تھے آپ کا قد اور جسم مبارک تیزی سے تومند ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھ ماہ کے ہوئے تو میں نے ایک دن آپ کے لبوں سے یہ کلمات سنے:

الله اکبر کبیرا والحمد الله وسبحان الله بکرة واصیلا (مولد العروس)

اللہ بہت بڑا ہے، اسی کو سب تعریفیں زیبا ہیں، صبح وشام اسی کی تعریف اچھی لگتی ہے۔

میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس نغمے پر حیران تھی، آپ چار سال کے ہوگئے میں آپ کی والدہ سے ملانے کیلئے آپ کو مکہ شریف لے آئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میں نے وہ تمام برکات وانوار کے واقعات سنائے جوان چار برسوں کے دوران دیکھنے میں آئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن کر بڑی خوش ہوتیں۔ آپ نے فرمایا، میں اپنے بچے کے متعلق بڑی فکر مند تھی مگر میں نے اپنی محبت اور شوق سے مزید پرورش اور تربیت کا اظہار کیا، جس پر حضرت نے مجھے دوبارہ پرورش کرنے کی اجازت دے دی۔ میرا دلی مقصد یہ تھا کہ جس بچے کی وجہ سے میرے گھر کے آنگن میں بہاریں آگئی ہیں اسے کچھ عرصہ مزید اپنے پاس ہی رکھوں۔

5 سال کی عمر مبارک

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچ سال کے ہوگئے ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ (سیّدہ حلیمہ سعدیہ) سے پوچھا، امی میں دن کے وقت اپنے بھائیوں کو نہیں دیکھ پاتا وہ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے کہا، وہ دن کے وقت بکریاں چرانے باہر چلے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مچل کر کہا اب میں بھی ان کے ساتھ جایا کروں گا۔ دوسرے دن آپ تیار ہوئے میں نے آپ کے گلے میں گھونگا ڈال دیا تا کہ آپ کو کوئی بری نظر نہ لگ جائے، آپ نے ہاتھ میں ایک لاٹھی لے لی اور ایک ننھا سا عیالی بن کر روانہ ہوئے۔ سارا دن باہر رہ کر عشاء کے وقت گھر آئے اسی طرح آپ ہر روز جاتے اور اپنے بھائیوں کیساتھ دن گزارنے لگے۔ میرے بچے مجھے بتاتے کہ جس دن سے ہمارا قرشی بھائی ہمارے ساتھ جانے لگا ہے جہاں جہاں ہم بکریاں لیجاتے ہیں سرسبز گھاس سامنے آتا جاتا ہے جب ہم کسی درخت یا پتھر کے نزدیک سے گزرتے ہیں تو الصلوٰة والسلام علیك یا نبی الله کی آوازیں آتی ہیں اگر کہیں خشک وادی میں بیٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی ہری بھری دکھائی دیتی ہے۔ بچوں کی یہ باتیں سنکر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُٹھا لیتی اور آپ کا سر اور منہ چوم لیتی۔

شق صدر

ایک دن میں گھر پرتھی میرے دونوں بچے بکریاں چھوڑے دوڑے دوڑے گھر آئے اور ہانپتے ہانپتے کہنے لگے ہمارے قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ کر لٹا لیا ہے اور ان کا پیٹ چیر دیا ہے۔ میں اور میرا خاوند دوڑے دوڑے وادی میں پہنچے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے پایا تو جان میں جان آگئی، میں نے پوچھا تو آپ نے بتایا، امی میرے پاس نورانی لباس میں ملبوس دو شخص آئے تھے انہوں نے مجھے پکڑ کر لٹا لیا۔ پیٹ کو چاک کر دیا۔ ان کے پاس ایک سنہری طشتری تھی جس میں برف رکھی ہوئی تھی، میرا سینہ چاک کرکے اک سیاہ رنگ کا ٹکڑا نکالا اور باہر پھینک دیا، میرے زخموں کو دھویا پھر جوڑا اور برف سے مل دیا اب مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہے۔ شق الصدر کی تحقیق فقیر کے رسالہ شق الصدر میں پڑھیے۔

اس واقعہ کے بعد بنو سعد کے تمام لوگ میرے گھر اکٹھے ہوگئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چومتے اور حالات پوچھتے۔ سارے قبیلے نے مجھے مشورہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس چھوڑ آنا چاہئے خدانخواستہ کوئی اور واقعہ رونما ہو جائے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، اس دن کے بعد مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بڑی فکر رہنے لگی، میں آپ کو لے کر مکہ پہنچی، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیران تھیں کہ اتنی جلدی کیوں واپس آگئی ہوں حالانکہ میرا ذوق اور جذبہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ میں نے سارے واقعات سنا دیئے۔ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں میرے بچے کو شیطان قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا وہ بے مثل ہے اور منفرد ہے۔

فائدہ......اس سے بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان پر استدلال کیا گیا ہے۔

6 سال کی عمر مبارک

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال ہوگئی تھی، آپ اپنی والدہ رضی اللہ عالی عنہا کے ساتھ مدینہ کے مقام ابواء میں تشریف لائے۔ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابواء میں ہی انتقال ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمّ ایمن وہاں سے لے کر مکہ آئیں اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے آٹھویں سال ان کا بھی انتقال ہوا، پھر ابوطالب کے حصے میں یہ سعادت آئی کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کر سکے حتیٰ کہ آپ ایک نوخیز نوجوان بن کر اُبھرے۔ سفید چہرہ اُبھرتا ہوا قد، خوبصورت انداز تکلم، جدھر جاتے لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ شہر سے باہر جاتے تو بادلوں کا ٹکڑا سایہ کرتا، جہاں رُکتے بادل رک جاتے۔ شہر میں درخت جھک کر سلام کرتے، راستے کے پتھر صلوٰۃ وسلام پڑھتے۔

بچپن کی برکات

مواہب لدینہ میں ہے کہ ابن اسحٰق بن رواہویہ، ابویعلیٰ ،طبرانی ،بیہقی ،ابونعیم ،حلیمہ سعدیہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کیساتھ دودھ پلانے کیلئے کسی بچے کو لینے مکہ مکرمہ آئی۔ یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا آسمان سے زمین پر پانی کا ایک قطرہ تک نہ برساتھا۔ ہماری ایک مادہ گدھی تھی جو لاغری و کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتی تھی۔ ایک اونٹنی تھی جو دودھ کی ایک بوند نہ دیتی تھی میرے ساتھ میرا بچہ اور میرے شوہر تھے۔ ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ رات چین سے گزرتی تھی نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلہ کی عورتیں مکہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کیلئے تمام بچوں کو لے لیا بجز حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کیونکہ جب وہ یہ سنتی تھیں کہ وہ یتیم ہیں تو ان کے یہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لے لیا ہو صرف میں ہی باقی تھی اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا خدا کی قسم بغیر بچہ لئے مکہ مکرمہ سے لوٹنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا، میں جاتی ہوں اور اسی یتیم بچہ کو لئے لیتی ہوں، میں اسی کو دودھ پلاؤنگی، اسکے بعد میں گئی میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں لپٹیں مار رہی ہیں، آپ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا ہے اور آپ خراٹے لیتے ہوئے اپنی قفا (گدی) پر محو خواب ہیں۔ چونکہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ آپ نیند میں خراٹے لیتے تھے اور کبر سنی میں بھی خراٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اگر یہ تیز وشدید آواز نہ ہو تو محمود ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ آپ کو نیند سے بیدار کردوں مگر میں آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی۔ پھر میں نے آہستہ سے قریب ہوکر اپنے ہاتھوں میں اُٹھا کر اپنا ہاتھ آپ کے سینۂ مبارک پر رکھا تو آپ نے تبسم فرما کر اپنی چشم مبارک کھول دی اور میری طرف نظر کرم اُٹھائی تو آپ کی چشمان مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پرواز کرگیا۔ میں نے آپ کی دونوں چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھالیا تاکہ دودھ پلاؤں۔ میں نے داہنا پستان آپ کے دہن مبارک میں دیا، آپ نے دودھ نوش فرمایا، پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں پستان دہن مبارک میں دوں تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نہ لیا اور نہ پیا۔

بچپن کا عدل وانصاف

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ابتدائی حالت میں ہی عدالت وانصاف ملحوظ رکھنے کا الہام فرما دیا تھا اور آپ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان کا دودھ آپ کا ہے کیونکہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک اپنا لڑکا بھی ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حال رہا کہ ایک پستان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کیلئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر میں آپ کو لے کر اپنی جگہ آئی اور اپنے شوہر کو دکھایا، وہ بھی آپ کے جمال مبارک پر فریفتہ ہوگئے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ وہ اپنی اونٹنی کے پاس گئے دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے باوجودیکہ اس سے پہلے اس کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا انہوں نے اسے دوہا، جسے انہوں نے بھی پیا اور میں نے بھی پیا اور ہم خوب سیر ہوگئے اور خیر و برکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھوک و پریشانی میں نیند نہیں آتی تھی۔ میرے شوہر نے کہا اے حلیمہ! بشارت وخوشی ہو کہ تم نے اس ذاتِ مبارک کو لے لیا تو نہیں دیکھتیں کہ ہمیں کتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے یہ سب اسی ذات مبارک کے طفیل ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اور زیادہ خیر و برکت رہے گی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد چند راتیں ہم مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے ایک رات میں نے دیکھا کہ ایک نور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہے اور ایک شخص سبز کپڑے پہنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑا ہے۔ پھر میں نے اپنے شوہر کو جگا کر کہا اُٹھئے اور دیکھئے۔ شوہر نے کہا اے حلیمہ! خاموش رہو اور اپنی اس حالت کو چھپا کے رکھو۔ کیونکہ (مجھے معلوم ہے کہ) جس دن سے یہ فرزند پیدا ہوا ہے یہود کے علماء اور احبار نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے انہیں چین و قرار نہیں ہے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے کو رُخصت کیا اور مجھے بھی سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رُخصت کیا۔ میں اپنے دراز گوش (یعنی مادہ گدھی) پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر سوار ہوئی۔ میرا دراز گوش خوب چست و چالاک ہوگیا اور اپنی گردن اوپر تان کر چلنے لگا، جب ہم کعبہ کے سامنے پہنچے تو تین سجدے کئے اور اپنے سر کو آسمان کی جانب اُٹھایا اور چلا یا۔ پھر قبیلہ کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگا۔ لوگ اس کی تیز رفتاری پر تعجب کرنے لگے۔ عورتوں نے مجھ سے کہا، اے بنت ذویب! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھیں، جو تمہارے بوجھ کو اُٹھا نہیں سکتا تھا اور سیدھا چل تک نہ سکتا تھا، میں نے جواب دیا، خدا کی قسم! یہ وہی جانور ہے اور یہ وہی دراز گوش ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی و طاقتور کر دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، خدا کی قسم! اس کی بڑی شان ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دراز گوش کو جواب دیتے سنا کہ ہاں خدا کی قسم! میری بڑی شان ہے میں مردہ تھا مجھے زندگی عطا فرمائی، میں لاغر و کمزور تھا مجھے قوت و توانائی بخشی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے اور تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتیں کہ

میری پشت پر کون ہے؟ میری پشت پر سیّد المرسلین، خیر الاوّلین والآخرین، حبیب ربّ العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ راستہ میں دائیں بائیں میں سنتی کہ کہتے اے حلیمہ! تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے؟

یہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمان وزمین کے ربّ کے رسول اور تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ ہم جس منزل پر قیام کرتے حق تعالیٰ اس منزل کو سرسبز وشاداب فرمادیتا باوجودیکہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا اور جب ہم بنی سعد کی بستی میں پہنچ گئے تو کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا۔ میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر تروتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں، تو ہم ان کا دودھ دوہتے اور ہم سب خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو پلاتے۔ ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو ان چراگاہوں میں کیوں نہیں چراتے جس چراگاہ میں بنت ابی ذویب کی بکریاں چرتی ہیں حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر و برکت کہاں سے آئی ہے۔ یہ برکت ونشاط غیبی چراگاہ اور کسی اور چارہ سے تھی۔ اسکے بعد ہماری قوم کے چرواہوں نے ہمارے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چرانی شروع کردیں، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کے اموال اور ان کی بکریوں میں بھی خیر و برکت پیدا کردی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے تمام قبیلہ میں خیر و برکت پھیل گئی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود گرامی کی برکت سے ہے۔

بچپن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مہد میں یعنی پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے اور اشارہ کرتے دیکھتی۔

☆ جس طرف چاند کو اشارہ فرماتے، چاند اسی جانب جھک جاتا۔

☆ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھوارے یعنی پنگھوڑے کو ہلاتے، یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں مذکور ہے۔

☆ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی کپڑوں میں بول و براز نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بول و براز کا ایک وقت مقرر تھا۔

☆ جب بھی میں ارادہ کرتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک کو دودھ وغیرہ سے پاک وصاف کروں تو غیب سے مجھ پر سبقت ہوتی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دہن مبارک پاک وصاف ہو جاتا۔

☆ جب کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ستر کھل جاتا تو آپ حرکت کرتے اور فریاد کرتے یہاں تک کہ میں ستر ڈھانپ دیتی اور اگر ڈھانپنے میں میری طرف سے تاخیر یا کوتاہی ہوتی تو غیب سے ڈھانپ دیا جاتا۔

☆ جب چلنے کا زمانہ آیا اور آپ بچوں کو کھیلتا دیکھتے تو آپ ان سے دور رہتے اور انہیں اس سے منع فرماتے اور کہتے ہمیں کھیلنے کیلئے پیدا نہیں فرمایا گیا ہے۔ اسی کے مانند حضرت یحییٰ علیہ السلام سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

☆ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشو ونما دوسرے بچوں سے نرالی تھی۔ ایک دن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشو ونما اتنی ہوتی جتنی دوسرے بچوں کی ایک ماہ میں ہوتی اور ایک ماہ میں اتنی ہوتی جتنی دوسرے بچوں کی ایک سال میں ہوتی۔

☆ روزانہ ایک نور آفتاب کی مانند آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُترتا اور آپ کو ڈھانپ لیتا پھر آپ متجلّی ہو جاتے۔

☆ منقول ہے کہ روزانہ دو سفید مرغ اور ایک روایت میں ہے کہ دو مرد سفید پوش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گریبان میں داخل ہو کر روپوش ہو جاتے۔ آپ نہ روتے چلاتے اور نہ بدخلقی کا اِظہار فرماتے۔ شروع سے ہی آپ کا یہ حال تھا۔

☆ جب کسی چیز پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دستِ مبارک رکھتے تو بسم اللہ کہتے اور میں آپ کی ہیبت اور دبدبہ سے اپنے شوہر کو اپنے قریب نہ آنے دیتی۔ یہاں تک کہ آپ پر دو سال پورے گزر گئے۔

☆ فرماتی ہیں، میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی دور جانے نہ دیتی۔ ایک روز مجھ سے غفلت ہوئی، آپ اپنی رضائی بہن شیما کے ساتھ جو آپ کیساتھ خاص طور پر رہتی تھی چلے گئے کہ دن گرمی کا تھا، تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں چل دی اور میں نے آپ کو شیما کے ساتھ پایا، میں نے شیما سے کہا، کیوں گرمی اور لو میں لے کر آ گئی۔ شیما نے کہا کہ ہم نے تو گرمی کی شدت محسوس نہیں کی کیونکہ میں نے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سایہ کئے رہا، جہاں تشریف لے جاتے ابر ساتھ جاتا۔ یہاں تک کہ ہم یہاں پہنچ گئے۔ (الحدیث)

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ابر کا سایہ کرنا بچپن ہی سے تھا۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ یہ دائمی طور پر نہ تھا کہ ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ابر سایہ کرتا اور یہ صورت ضرورت واحتیاج کے وقت ہوتی۔

بکریوں کے قصے اور معجزات

جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضاعت کی سعادت نصیب ہوئی، ان سے بکریوں کی داستانیں مشہور ہیں۔

☆ جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رضاعت کیلئے واپس طائف لے کر جا رہی تھیں تو کیا دیکھا، وہ فرماتی ہیں راہ میں بکریاں چرتی تھیں مجھ سے بولیں تو ان کو جانتی ہے یہ زمین و آسمان کے پیغمبر اور اولادِ آدم کے سردار اور سب جنّ وانس سے بہتر ہیں۔

☆ ایک پیر مرد نظر آیا جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا یہ ختم المرسلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔

☆ وادیٔ سدرہ میں حبشہ کے کئی عالم ملے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی بولے، یہ پیغمبر آخر الزمان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔

☆ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، جب میں اپنے مکان پر پہنچی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس ہاتھ سات بکریوں کو لگا دیا اس قدر دودھ دینے لگیں کہ ایک دن کا دودھ چالیس دن کیلئے کافی ہوتا اور تھوڑے ہی عرصے میں میرے یہاں بجائے سات بکریوں کے سات سو بکریاں ہوگئیں۔

☆ جب قوم نے یہ برکت دیکھی سب نے جمع ہو کر کہا کہ اے حلیمہ ہم کو بھی برکاتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بھیک ملے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک دھو کر پانی قوم کو دیدیا گیا۔ انہوں نے اپنی اپنی بکریوں کو پلایا سب حاملہ و شیر دار ہوگئیں اور قوم ان کے دودھ سے آسودہ اور مالدار ہوگئی۔

☆ ایک روز غیب سے آواز آئی، اے حلیمہ! تجھے اس فرزند ارجمند کے ساتھ بشارت ہو جو تمام عرب کا سردار ہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دعا قبول ہوتی، جب آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف نو مہینے کی ہوئی فصاحت سے کلام فرماتے۔ لڑکے آپ کو کھیلنے کیلئے بلاتے، فرماتے مجھے کھیلنے کیلئے نہیں پیدا کیا گیا۔

☆ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اچھی طرح چلنے لگے، حضرت حلیمہ سے فرمایا، میرے بھائی دن کو کہاں جاتے ہیں؟ عرض کیا بکریاں چَراتے ہیں۔ فرمایا میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا ہر چند عذر کیا قبول نہ ہوا۔

نکتہ...... پروردگار نے بکریاں چَرانے کی رغبت اس جناب کے دل میں پیدا کی کہ یہ کام سیاست و شفقت بر ضعفائے اُمت اور صبر بر مصیبت وغیرہا اُمور سے کہ لوازمِ نبوت سے ہیں نہایت مناسبت رکھتا ہے اور انکساری و تواضع سکھاتا ہے۔

☆ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ایک دن میرے بیٹے نے کہا، اے میری ماں! **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان بس عجیب ہے جس جنگل میں جاتے ہیں ہرا ہو جاتا ہے۔

☆ دھوپ میں ابر سر مبارک پر سایہ کئے ہوئے ساتھ ساتھ جاتا ہے، جنگل کے جانور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم چومتے ہیں میں نے کہا اے فرزند اپنے بھائی کا حال کسی سے نہ کہنا۔

چاند جھک جاتا

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کے بچپن کا ایک واقعہ یوں عرض کرتے ہیں:

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعانی الی الدخول فی دینك امارۃ لنبوتك رایتك فی المھد تناغی القمر و تشیر الیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال قال صلی اللہ علیہ وسلم انی کنت احدثه و یحدثنی ویلھینی عن البکاء و اسمع وجبته حین یسجد تحت العرش

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت آپ کی علاماتِ نبوت نے دی۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گہوارے میں دیکھا، آپ چاند کے ساتھ سرگوشی فرماتے اور آپ جس طرف اشارہ کرتے وہ اسی طرف مائل ہوجاتا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں چاند کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہم کلام ہوتا تھا، وہ مجھے رونے نہیں دیتا تھا، جب وہ عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا تو میں اس کی آواز سنتا تھا۔

ایک وار روایت میں آتا ہے:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ حال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیونکر معلوم ہوا تو فرمایا:

لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں اس آواز کو سنتا تھا۔ زیرِ عرش فرشتوں کی تسبیح بھی سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔

☆ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان مھدہ کان یتحرك بتحریك الملائکة

یعنی ملائکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔

بادلوں کا سائبان

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایام طفلی کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرف تشریف لے جاتے بادل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سایہ فگن ہوجاتے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خود سے دور رہنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما کیساتھ باہر تشریف لے گئے تو حلیمہ سعدیہ سخت پریشان ہوئیں، فوری طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں اور جب دونوں کو سخت دھوپ میں پایا تو اپنی بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

في هذا الحرة فقالت اخته يا امه ما وجد اخي حرارائيت عمامة تظل اذا وقف وقفت و اذا سار سارت

اتنی شدید دھوپ میں پھر رہی ہو۔ اس پر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بہن نے کہا، اے اماں جان میرے بھائی کو گرمی نہیں ستاتی۔ میں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ فگن رہتے ہیں۔ جب آپ رُکتے ہیں بادل رُک جاتا ہے اور جب آپ چلتے ہیں بادل بھی چل دیتا ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج ا ص ۵۳)

بچپن کی تیراکی

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صغر سنی میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے اپنے ہمراہ مدینہ لے گئیں۔ دورانِ سفر ایک مکان پر قیام فرمایا۔ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک روز اسی مکان کے قریب سے گزر ہوا تو بچپن کا وہ زمانہ یاد آگیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھاھنا نزلت بی امی و احسنت العوم فی بئر بنی عدی ابن النجار

اس گھر میں میری والدہ مجھے لے کر ٹھہری تھیں اور میں بنی نجار کے تالاب میں تیراکی کرتا تھا۔

ستر پوشی کیلئے غیبی فرشتے

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پُر نور بچپن کا کیا کہنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام بچوں کی طرح بول و براز نہیں کرتے تھے بلکہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک وقت مقرر تھا۔ دوسرے بچوں کی طرح آپ نے کبھی کپڑوں کو آلودہ نہیں کیا۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ دودھ پی کر فارغ ہوتے تو میں چاہتی کہ آپ کے منہ کو پونچھ کر صاف کردوں مگر مجھ سے پہلے ہی غیب سے کوئی اسے صاف کر دیتا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ستر مبارک کھل جاتا تو آپ رونے لگتے جس سے میں سمجھ جاتی کہ آپ کا ستر کھل گیا ہے اور میں اسے فوراً آکر ڈھانپ دیتی اور اگر کبھی دیر ہو جاتی تو کوئی غیب سے آکر اسے ڈھانپ دیتا۔

علامہ السید آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ووجدك ضالا فهدى کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لما رآه اناخ الناقة واركبه من خلفه فابت ان تقوم فاركبه امامه فقامت فكانت الناقة تقول يا احمق هو الامام كيف يقوم خلف المقتدى

یعنی جب ابوطالب نے آپ کو پیچھے سوار کرلیا لیکن اونٹنی نے چلنے سے انکار کر دیا۔ پھر آپ کو آگے بٹھایا گیا تو اونٹنی نے کہا اے احمق وہ (انسانیت کا) امام ہے اس لئے وہ کس طرح مقتدی کے پیچھے کھڑا ہو۔

فائدہ...... اس واقعہ سے یہ بات صاف طور پر سامنے آتی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بچپن میں ہی جانوروں تک کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا میں ابدالآباد تک کائنات کیلئے قائد اور امام بن کر تشریف لائے ہیں۔

بچپن میں وسیلہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن کی کئی بہاریں دیکھ چکے تھے کہ ایک دفعہ بارش نہ ہونے کے باعث مکہ میں قحط پڑ گیا، لوگ پریشانی اور بدحالی کا شکار تھے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بارش کی دُعا کیلئے کس کے پاس جائیں۔ تو ایک شخص نے لات کے پاس اور دوسرے نے عزیٰ کے پاس جانے کو کہا۔ ابھی مشورے ہو ہی رہے تھے کہ ایک بوڑھے نے کہا، اے لوگو! تم کہاں اُلٹے بھاگے جا رہے ہو حالانکہ ہمارے درمیان باقیہ ابراہیم اور سلالہ اسمٰعیل موجود ہے۔ تو اس پر لوگوں نے پوچھا کیا تمہاری مراد ابوطالب ہیں؟ تو اس نے کہا، ہاں۔ چنانچہ وہ سب اُٹھے اور انہوں نے حضرت ابوطالب کے گھر آ کے دستک دی اور کہنے لگے۔

اے ابوطالب! جنگل قحط زدہ ہو گیا مرد و زن قحط میں مبتلا ہو گئے پس نکل اور بارش کی دعا کر۔ پس حضرت ابوطالب باہر نکلے اور آپ کیساتھ ایک بچہ تھا گویا کہ وہ چمکتا ہوا سورج تھا جس سے ہلکا سیاہ بادل دور ہو گیا اس کے گرد چھوٹے چھوٹے لڑکے کھیلتے تھے۔ ابوطالب نے ایک بچے کو پکڑا اور اس کی پشت بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ لگائی تو اس محبوب بچے نے التجاء کے انداز میں آسمان کی طرف اپنی اُنگلی سے اشارہ کیا حالانکہ آسمان پر بادل کا ٹکڑا تک نہ تھا پھر ادھر ادھر سے بادل آ گئے اور شدید بارش ہونے لگی۔

علامہ زرقانی شرح المواہب میں مزید تفصیل سے لکھتے ہیں:

کہ عرب میں خشک سالی ہوئی۔ فصلیں تباہ ہونے لگیں اہل مکہ اپنے سردار ابوطالب کے پاس آئے کہ چلو ربّ کعبہ سے بارش طلب کریں۔ فخرج ابو طالب معه غلام كانه شمس و جن حضرت ابوطالب کعبہ میں آئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابھی کم سن تھے۔ (حضرت) ابوطالب نے آپ کو کندھوں پر اُٹھا رکھا تھا۔ آپ اس قدر حسین و جمیل تھے جیسے بادل کا سورج۔ (حضرت) ابوطالب نے ساقیٔ کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت کعبہ معظمہ سے لگائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُنگلی سے اشارہ کیا، آسمان پر بدلی کا نشان تک نہ تھا۔ دفعۃً آسمان پر ابر اٹھا اور اس شدت کی بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گیا۔ (حضرت) ابوطالب اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور ان کی نگاہیں زبان بن کر پکار اُٹھیں۔

وابيض يستقى الغمام بوجهه ثمال اليتامىٰ عصمة للارامل

وہ نورانی چہرے والا جس کے روئے زیبا کے واسطہ سے ابر رحمت مانگا جاتا ہے،

یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا نگہبان۔

فائدہ...... علامہ زرقانی کانه شمس و جن کی شرح میں لکھتے ہیں:

فانه الشمس يوم الغيم حين يتجلى سحابها الرقيق تكون مضية مشرقة مقبولة للناس ليست بمحرقة

یعنی شمس وجن بایں وجہ کہا کہ ابر کے دن رقیق بادل پھٹنے پر آفتاب جب چمکتا ہے

تو حدت و سوزش نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں میں نہایت مرغوب و محبوب ہوتا ہے۔

بحیرا راھب کی شہادت

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے ساتھ ملک شام لیکر گئے۔ جب آپ بصرہ پہنچے تو بحیرا راہب (جو بہت بڑا یہودی عالم تھا) نے آپ کی علاماتِ نبوت کو دیکھا تو آپ کا دستِ مبارک پکڑا اور کہنے لگا، یہ سارے جہاں کا سردار ہے، ربّ العالمین کا رسول ہے، اللہ عزّ وجل اس کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنائے گا۔ الخ

اس پر قریشی قافلہ والوں نے پوچھا، تو نے کیسے پہچان لیا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے مہر نبوت سے پہچانا۔ جوان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر اس نے کھانا تیار کروایا اور کھانے کیلئے لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانا لانے کے بعد اس نے کہا کہ آپ کو بلا لو کہ کھانا کھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بادلوں کا سایہ بھی ساتھ ساتھ جاتا اور جب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی جگہ تشریف فرما ہوئے تو درخت نے آپ پر سایہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر بحیرا نے کہا کہ بتاؤ یہ کس کا بیٹا ہے؟ تو ابو طالب نے کہا، یہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر راہب نے کہا، یہ آپ کا بیٹا نہیں ہو سکتا، اسلئے کہ یہ آخر الزماں نبی ہے اور ان کی علامتوں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے والد ان کی ولادت سے قبل وفات پا چکے ہونگے۔ اس پر ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے، تو پھر راہب نے کہا کہ جلدی سے اس کو واپس لے جاؤ اس لئے کہ اگر تم اس کو بصرہ لے گئے تو خطرہ ہے کہ کہیں یہودی اس کو قتل نہ کر دیں۔ چنانچہ ابو طالب آپ کو واپس مکہ لے آئے۔ واپسی پر راہب نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

ناقۂ ابو جہل

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپن شریف میں ایک بار گھر سے نکلے تو پھر گھر تشریف نہ لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلقین نے سمجھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گم ہو گئے ہیں، چنانچہ آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ ایک صاحب اونٹنی پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش کر رہے تھے کہ انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے استراحت فرما نظر آئے۔ اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور پھر اونٹنی کو جو اُٹھایا تو اس نے اُٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا تو اونٹنی اُٹھ بیٹھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۶۸)

فائدہ...... گویا اونٹنی نے امام الانبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا پیچھے بیٹھنا گوارہ نہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور رسولوں کے پیشوا۔ پھر جو پیشوائے رُسل ہو وہ پیچھے کیوں بیٹھے۔ شاعر نے لکھا ہے ؎

گویا تھی اس اونٹنی کی یہ صدا　　بے خبر! سرکار کو آگے بٹھا
جب تلک آگے نہ بیٹھیں گے نبی　　میں قیامت تک نہ اُٹھوں گی کبھی

انتباہ...... ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز رسول اللہ جانتی اور مانتی تھی اور مانتی ہے ہاں مگر جنوں اور انسانوں میں سے جو کافر ہیں وہی اس حقیقت کے منکر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دامن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصطفےٰ سے دور ہونے والے کو شر الدواب کا لقب دیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان الشر الدواب عنداللہ الصم البکم الذین لا یعقلون اسی لئے ہمارے اکابر کتے گدھے وغیرہ کو اس بدبخت انسان سے اچھا سمجھتے ہیں جو حبیبِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کا گستاخ ہے۔

بچپن میں ڈاکوؤں سے مکالمہ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائی حلیمہ کے ہاں رونق افروز تھے۔ جب پانچ برس کے ہوئے تو گاؤں کے دوسرے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے کیلئے جنگل میں جانے لگے۔ صبح جاتے اور شام کو بکریاں لے کر واپس چلے آتے۔ روز اسی طرح ہوتا۔

ایکدن حسبِ معمول گاؤں کے بچے جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے کہ یکایک ڈاکو آن پڑے۔ ان کی ڈراؤنی شکلیں اور چمک دار تلواریں دیکھ کر سارے بچے سہم گئے، انہیں اور تو کچھ نہ سوجھی ہانپتے کانپتے گاؤں کی طرف بھاگے، صرف ایک بچہ ایسا تھا جو نہ ڈرا نہ بھاگا اور نہایت اطمینان سے چپ چاپ اپنی جگہ کھڑا رہا، **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسی بچے کا نام تھا۔

لٹیرے اور ڈاکو ایک چھوٹے سے بچے کی موجودگی کا کیا خیال کرتے، انہوں نے بکریاں ہانک کر اکٹھی کیں اور لے چلے۔

بچہ نہایت جرأت سے بڑھا اور ڈاکوؤں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا، یہ بکریاں تمہاری نہیں گاؤں والوں کی ہیں، انہوں نے ہمارے ساتھ جنگل میں چرنے کو بھیجی ہیں۔ اگر تم ان کو لے جانا چاہتے ہو تو پہلے چل کر گاؤں والوں سے پوچھ لو، وہ کہیں تو تم لے جانا۔

ڈاکوؤں کو اس بچے کی ان باتوں پر بے اختیار ہنسی آ گئی مگر انہوں نے بچے کی ایک نہ سنی اور بکریاں لے کر چلنے لگے۔

بچے نے جب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے میری بات نہیں مانی اور بکریاں لئے جا رہے ہیں تو وہ بکریوں کے ساتھ آگے بڑھا اور بکریوں کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکوؤں نے کم سن بچے کی اس دلیری کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور کہا ہٹ جاؤ، ہم یہاں سے بکریاں لے جائیں گے۔

نہیں! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، نہ میں یہاں سے ہٹوں گا، نہ بکریاں یہاں سے جائیں گی مجھے مار ڈالو اور بکریاں لے جاؤ۔ جب تک میں زندہ موجود ہوں بکریاں یہاں رہیں گی یہ بچے کا جواب تھا۔

ڈاکو حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، اتنا چھوٹا سا کمزور بچہ اور ایسا دلیر۔ حیرت اور تعجب کے جذبات لئے ہوئے قزاقوں کا سردار آگے بڑھا، اس نے بچے کو پیار کیا اور شفقت کے ساتھ پوچھا، میاں! تم کس کے لڑکے ہو؟ بچے نے جواب دیا، عبدالمطلب کا۔ سارے عرب میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو عبدالمطلب کے نام سے واقف نہ ہو۔ یہ نام سنتے ہی ڈاکو بولا، بیشک سردار قریش کے لڑکے کو ایسا ہی بہادر ہونا چاہئے۔ ننھے بہادر! میں تمہاری دلیری کی قدر کرتا ہوں ان بکریوں کو یہیں چھوڑتا ہوں اب ان کو کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا مگر یہ تو بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بچے نے جواب دیا۔

محمد، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! واہ واہ کیسا عجیب اور کتنا پیارا نام ہے۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لیے

ڈاکو نے مزے لیتے ہوئے کہا، تمہاری پیشانی کا نور کہہ رہا ہے کہ جب تم بڑے ہو گے تو نہ صرف طائف بلکہ سارا عرب تمہاری ذات پر فخر کرے گا۔ اچھے ننھے بہادر! سلام...... یہ کہتے ہوئے ڈاکو رخصت ہو گئے۔

(حقیقت اسلام، لاہور، مضمون، شیخ اسماعیل پانی پتی، ماہ جولائی ۵۸ء صفحہ ۴۱، ۴۲)

بچپن میں بابا رتن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو طویل العمر بنادیا

تاریخ میں ہے کہ خطہ ہند میں چاند دوٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت میں بھی خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ بابا رتن بن ساہوگ ساکن تبرندی جو نواح دہلی میں ایک مقام ہے پیدا ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوکر دین اسلام قبول کیا، جس کیلئے بعد میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس سال تک دُنیا میں زندہ رہے۔

تعارف بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صاحب قاموس اور مؤرخین اسلام نے کتب وتواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اوّل کتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۵۹۶ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ کے تفصیلی حالات اور ان کا معجزہ شق القمر کا مشاہدہ کرنا ہندوستان سے بلادِ عرب جانا اور مشرف بہ اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ افضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبدالرحمٰن صائغ حنفی سے نقل کیا ہے انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۷ھ میں سنا کہ قاضی نورالدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور باپ کیساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی دفعۃً قافلہ میں شور وغل پیدا ہوا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پا سکتے تھے۔ جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس درخت کے نیچے جمع ہیں ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے۔ ہم کو دیکھ کر لوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے، ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ زنبیل میں بابا رتن ہیں، جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے چھ مرتبہ طولِ عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل کو اتارو، تاکہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں، تب ایک بزرگ نے اس زنبیل کو اُتارا، زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی۔ جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پھل سے نکلتا ہے۔ پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا، جد بزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں سے اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں، ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ یہ سن کر بابا رتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اسطرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مالِ تجارت لے کر گیا اس وقت میں جوان تھا، جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرتِ بارش سے پانی بہہ رہا ہے۔ وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت نمکین تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چرا رہا تھا۔ بارش کا پانی جوان کے اور اونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا۔ اس سے صاحبزادے کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اونٹوں تک کیسے پہنچوں۔ یہ حال دیکھ کر مجھے معلوم ہوا اور بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اور سیلاب کو طے کر کے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا۔ جب میں اونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظرِ شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا،

بارک اللہ فی عمرک ، بارک اللہ فی عمرک ، بارک اللہ فی عمرک۔

میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مالِ تجارت فروخت کر کے وطن واپس آ گیا۔

ظہور معجزہ شق القمر

وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہو گیا اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کا خیال ہی نہ آیا۔ ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دفعۃً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں۔ ایک ساعت تک تیرہ تاریک ہی رات اندھیری ہوتی تھی وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہی ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا دونوں آسمان پر آ کر مل گئے چاند اپنی اصلی حالت میں ماہ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آیا تھا یہاں تک کہ قافلہ ملک عرب سے آیا، اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں، اہلِ مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثل دیگر انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے ایک مشرق میں غروب ہو، دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آ کر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا۔ اس شخص نے بقدرت خدا ایسا کر دکھایا۔ جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاقِ زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں۔ چنانچہ میں نے سفر کا سامان دُرست کیا اور کچھ مالِ تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور مکہ پہنچ کر اس شخص کا پتا دریافت کیا۔ لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا۔ میں دروازے پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخلِ حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور ساطع ہے۔ پہلے سفر میں میں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اُٹھا کر سیلاب سے

باہر نکالا تھا۔ جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا وعلیک السلام ادن منی اس وقت ان کے پاس ایک طبق پُر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی اور نہایت تعظیم کے ساتھ ان کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا، میرے قریب آؤ۔ پھر انہوں نے فرمایا کھانے میں موافقت کرنا مقتضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا بے دینی و زندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کے شریک ہوا وہ اپنے دستِ مبارک سے رطب اُٹھا اُٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے، علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اُتارا تھا اور اونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا۔ یہ سن کر میں نے پہچانا اور عرض کیا کہ اے جوانِ خوش رو بے شک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا، داہنا ہاتھ بڑھا۔ میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا، انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا اشــهــد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله میں نے اس کو ادا کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔ جب میں رُخصت ہونے لگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا، بارك الله فی عمرك۔

میں آپ سے رخصت ہوا میرا دل بسببِ ملاقات اور بسبب حصولِ شرفِ اسلام بہت مسرور تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا۔ اس وقت میری عمر چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے۔ اس بستی میں جتنے لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔ ان کے مزید حالات فقیر کی کتاب طویل العمر لوگ میں پڑھئے۔

فائدہ...... بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض محدثین کو کلام ہے لیکن یہ انکی اپنی رائے ہے جن محدثین نے یہ واقعہ نقل کیا ہے یہ ان کی سند کے مطابق صحیح ہے۔

بچوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیار

☆ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے ان سے محبت کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔

☆ بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لے لیتے، بڑی محبت سے ان کو کھلاتے، کبھی بچہ کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے بچہ خوش ہو جاتا اور بہلتا، کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے اندر کے تلوؤں پر بچہ کو بٹھا لیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بٹھا لیتے۔

☆ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاذ الاذنین یعنی اے دو کانوں والے کہہ کر پکارتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بھائی تھے ابو عمیر نامی، انہوں نے ایک لال یا مولا پال رکھا تھا۔ ایک روز وہ مر گیا۔ ابو عمیر اسکے رنج میں غمگین بیٹھے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور جب ان کو مولے کے غم میں رنجیدہ دیکھا تو ارشاد فرمایا:

یا ابا عمیر ما فعل النغیر یعنی اے ابو عمیر یہ تمہارے مولے نے کیا کیا۔ (یعنی تمہارا لال کیا ہوا)

☆ اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ، جو بچہ ہم کو سب سے پہلے چھو لے گا ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے۔ بچے بھاگ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آتے، کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر گرتا اور کوئی سینہ اطہر پر! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

☆ عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ کو ایک انگوروں کا خوشہ دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے آؤ۔ میں وہ لیکر چلا راستہ میں میرا دل اس کو کھانے کو چاہا اور میں اسے کھا گیا۔ میری والدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملیں تو خوشہ کے بارے میں پوچھا کہ آپ کو انگوروں کا خوشہ پہنچ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں۔ تو میری والدہ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ میں اس کو راستہ میں کھا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت جب مجھ سے راستہ میں ملتے تو میرا کان پکڑ کر فرماتے، یا عذر یا عذر یعنی اودھوکے باز، اودھوکے باز۔

فائدہ...... یہ چند نمونے اس لئے عرض کئے ہیں تاکہ ہم بھی بچوں، بچیوں سے پیار کرنے کا طریقہ سیکھیں اور بچوں اور بچیوں کو ہماری طرز عمل سے اسلام اور بانئ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیار و محبت پیدا ہو۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز ادا کی، بعد ادائیگی نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے میں آپ کے ساتھ تھا۔ حسبِ معمول مدینہ کے بچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو آپ نے ان میں سے ہر ایک کے رُخسار پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ میرے رخسار پر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ شفقت رکھا،

فوجدت بعده بردا و ريحا كانما اخرجب من جؤنة عطار (رواہ مسلم)

یعنی تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک محسوس کی،

آپ کا ہاتھ اس طرح خوشبودار تھا جیسے ابھی عطار کی ڈبیہ سے نکالا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے ہر حال میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ عطار کے ہاتھ کی طرح خوشبودار رہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے والا شخص تمام دن اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دستِ شفقت پھیرتے وہ بچوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی خوشبو کی وجہ سے ممتاز ہو جاتا۔

وكان كفه كف عطار مسها بطيب اولم يمسها يصافح المصافح فيظل يومه يجد ريحها

ويضع يده على رأس الصبي فيعرف من بين الصبيان بريحها (ابن عساکر، ج۱ص۲۳۷)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ عطار کے ہاتھوں کی طرح خوشبودار رہتے خواہ آپ انہیں خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرنے والا شخص سارا دن اپنے ہاتھوں میں خوشبو پاتا اور اگر کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے

تو وہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

حلیمہ سعدیہ اور ان کے قبیلے کے لوگوں نے کمالِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

لما دخلت به الی منزل لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا شممنا منه ریح المسك والقیت محبته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی قلوب الناس حتی ان احدهم کان اذا نزل به اذی فی جسده اخذ کفه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فیضعها علیٰ موضع الاذیٰ یتبرا باذن اللہ تعالیٰ سریعا وکذلك اذا عتل لهم بعیرا وشاۃ فعلوا ذلك (سبل الہدیٰ، ج ا ص ۲۷۲)

یعنی جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر اپنے دیہات پہنچی تو قبیلہ بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری کی خوشبو آنے لگی، لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اس قدر پیدا ہو گئی کہ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو پکڑ کر اپنے جسم پر لگاتا تا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فی الفور صحت مند ہو جاتا۔ اسی طرح ان کا اگر کوئی اونٹ بکری وغیرہ بیمار ہو جاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو اس کے جسم پر لگاتے جس سے وہ تندرست ہو جاتا۔

فائدہ ...... پیاری بچیو اور پیارے بچو! قبیلہ بنو سعد کے لوگ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ کر کیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیدا و فریفتہ ہو گئے۔ یہی ہم تمہارے لئے چاہتے ہیں کہ تم بھی اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیوانے و مستانے بن جاؤ کہ جہاں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سنو تعظیم سر جھکا دو اور نہایت ادب و احترام سے پڑھ لیا کرو ﴿ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

نورانی چہرہ کی چمک

امام ابونعیم اور خطیب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس دنیا میں ظہور ہوا:

نظرت الیه فاذا هو القمر لیلة البدر ریحه یسطع کالمسك الاذفر (زرقانی علی المواہب، ج۴ص۲۲۳)

میں نے زیارت کی تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا جس سے تروتازہ کستوری کی خوشبو کے حلّے پھوٹ رہے تھے۔

فائدہ...... پیاری بچیو اور پیارے بچو! ہم اپنی پیدائش کے بعد کے حالات اپنی والدہ سے پوچھیں کہ ہم اس عمر میں کیسے ہوتے ہیں ہماری زبوں حالی قابلِ صد نفرت ہوتی ہے یہ تو ماں کی ہمت ہے کہ وہ ہمیں اس قابلِ نفرت حالت کو دور کر کے ہمیں سنوارتی ہے ورنہ اس حالت کی ہماری بد بدا اور غلیظ چہرہ اور جسم دیکھنے کے قابل نہیں اور حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیفیت و حالت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ماں نے کیا خوب بتائی کہ نورانی جسم اور وہ بھی معطر و منور۔ اس کے باوجود آج کا بدبخت کہتے نہیں تھکتا کہ نبی ہمارے جیسے بشر تھے، صرف فرق اتنا ہے کہ وہ نبی تھے اور ہم نبی نہیں اس معنی پر وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے۔

(براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، تقویۃ الایمان) تلخصاً

اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن نوری بشر، تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف نوری بشر خیر البشر۔

اُمت سے پیار

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبرِ انور میں رکھا تو آخری دیدار کی غرض سے جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھا:

اذا رأیت شفتیه یتحرك فادنیت اذنی عندها فسمعت وهو یقول اللّٰهم اغفر لامتی فخبرتهم بهذا فتعجبوا لشفقته علی امته (کنز العمال)

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک لب حرکت کر رہے تھے، نزدیک ہو کر میں نے سنا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے، اے اللہ! میری اُمت کو معاف فرمادے۔ میں نے اس پر تمام حاضرین کو آگاہ کیا تو اس شفقت و کرم پر تمام تعجب کرنے لگے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبر انور میں اتارنے والے حضرت علی، عباس اور قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ ان میں سے قثم آخری شخص ہیں جو قبرِ انور سے باہر آئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے قبر میں مشرف ہونے والا میں آخری آدمی ہوں۔ میری نظر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پڑی تو میں نے دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک لب حرکت کر رہے ہیں، میں نے اپنے کان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ کے قریب کئے تو میں نے سنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ رہے تھے، اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۴۴۲)

محبت کے طریقے

بہت سے لوگ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک سے محبت و عشق کا دم بھرتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر پابندی سے اکثر محروم رہتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق زندگی ڈھالنا نہایت ضروری ہے بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ ان لوازمات پر زندگی ڈھالنے سے آپ کی زیارت سے نوازا جاتا ہے اسی لئے لازم ہے کہ ہم اپنی اولاد کو اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کا عادی بنائیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے متعلق ارشاد فرمایا، تم میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یہ آیت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اپنے اوپر فرض کر لینے اور لازم پکڑنے نیز آپ کے عظیم مرتبہ اور آپ کو اس محبت کا حق دار سمجھنے پر رغبت دلانے اور راہنمائی کرنے کیلئے کافی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے اس قول سے اس شخص پر سختی کی ہے اور اسے ڈرایا ہے جسے اپنے مال، اہل وعیال اور اولاد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ پیارے ہوں۔ پھر آیت کے اختتام پر انہیں فاسق قرار دیا اور انہیں بتایا کہ وہ ایسے گمراہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ ہدایت عطا نہیں فرمائے گا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ آگے تحریر فرماتے ہیں:

فلا يصدق ايمان المومن ولا يذوق حلاوته ويجد بين جوانعه روعة
حتى يكون الله و رسوله احب اليه مما سواهما (کتاب الشفاء، ج ۲ ص ۲۵)

پس کسی مومن کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ایمان کی مٹھاس چکھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے پہلوؤں میں اس کی ہیبت کو محسوس کر پاتا ہے جب تک اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص میں تین باتیں پائی جاتیں ہیں اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں، دوسری یہ کہ اگر وہ کسی سے محبت کرے تو وہ صرف اللہ عزوجل کی رضا کیلئے ہو، تیسری یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مرتبہ کفر سے نکالا ہے، اب دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جانے کو ایسے ناپسند کرے جیسے کوئی شخص یہ ناپسند کرتا ہے......الخ

﴿ محبت صرف زبانی کلامی کا نام نہیں بلکہ اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنانے کا نام ہے۔ ﴾

اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں ارشاد ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ لمن کان یرجو اللّٰہ والیوم الاخر و ذکر اللّٰہ کثیرا

بے شک تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے اس کیلئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جس شخص نے اعمال کی بنیاد پر قوم سے محبت کی، قیامت کے دن اس کو ان کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنۃ

جس شخص نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس شخص نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اللہ عزّ وجل ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل اور ان کی عدم مخالفت کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

نیز فرماتا ہے:

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللّٰہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو پہنچتا ہے

کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جو کچھ حکم فرما دیں تو انہیں کچھ اپنے معاملے کا اختیار رہے۔

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

پیارے بچو اور پیاری بچیو! ہمارے معاشرہ میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صرف نام ہے بلکہ حقیقی عشق کے برعکس کام ہیں۔ اسی لئے آپ اپنی ننھی زبان سے ایسے نام کے عاشقوں کو سمجھاؤ کہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بننا ہے تو کام بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والے کرو۔

ھٰذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ نزیل مدینہ

﴿الحمد للہ یہ تصنیف باب المدینہ سے شروع ہو کر شہر مدینہ پاک میں ختم ہوئی۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۴ء بروز بدھ﴾